9

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

2 تا 8 مارچ 2006ء

www.tanzeem.org

اس شمارے میں

بش کی آمد

سورۃ العٰدیٰت
انسان کی ناشکری اور حب مال کا بیان

اسلامی انقلاب کے لیے......

توہین آمیز کارٹونوں کی اشاعت

سوڈان اسلامائزیشن کی راہ پر

یادوں کی تسبیح (23)

قوت اور مذہب کا تصادم

دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

تفہیم المسائل

عالم اسلام

تاریخ اسلام کا سب سے بڑا المیہ

تاریخ عالم اور تاریخ اسلام پر نظر رکھنے والے ایک طالب علم کی یہ بات سن لیجئے اور اس کو اپنے دل میں بٹھا لیجئے کہ ہم نے اپنے دشمنوں سے شکست نہیں کھائی ہے۔ ہم نے اپنے اندرونی اختلافات کے باعث شکست کھائی ہے۔ تاریخ اسلام کا سب سے بڑا المیہ نفسانیت کا وہ کھیل ہے جو ہمیشہ اپنا تماشہ دکھاتا رہا۔ اسی نفسانیت کی بدولت ہم نے سلطنتیں کھوئی ہیں، ہمارے ملکوں کے چراغ گل ہوئے ہیں اور اسلام بعض اوقات پورے پورے ملکوں سے خارج کر دیا گیا ہے۔ اس کی میں صرف ایک مثال دوں گا، وہ مثال اسپین کی ہے۔ اسپین سے اسلام کو نکالنے والی سب سے بڑی طاقت نفسانیت اور باہمی خانہ جنگی تھی۔

میں اسے تسلیم نہیں کرتا کہ تنہا عیسائی طاقت نے اندلس سے اسلام اور مسلمانوں کو نکالا اور ان کا چراغ گل کر دیا، اس میں بہت کچھ دخل تھا شمالی عربوں، حجازیوں اور یمنی عربوں کی باہمی آویزش اور داخلی نزاعات کا، جو عرصہ سے چل رہے تھے۔ یمنی اور حجازی، ربیعہ اور مصر کی باہمی جنگ سے یہ نوبت آئی کہ اسلام اسپین سے آخری طور پر نکال دیا گیا اور یہ ملک اقبال کے الفاظ میں اذانوں سے محروم ہو گیا۔

دیدۂ انجم میں ہے تیری زمیں آسماں
آہ کہ صدیوں سے ہے تیری فضا بے اذاں

یہی داستان اکثر اسلامی ملکوں کی ہے۔ برصغیر ہند میں مغلوں کا شیرازہ بکھیرنے والی، مسلمانوں کو اقتدار سے محروم کر دینے والی اور ان کی طاقت کا چراغ گل کر دینے والی چیز یہی نفسانیت تھی۔

مولانا ابوالحسن علی ندویؒ

الھدیٰ (223)

سورۃ النساء (آیات 103 تا 104)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ
عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾ وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَاۗءِ الْقَوْمِ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ
مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۰۴﴾﴾

’’پھر جب تم نماز تمام کر چکو تو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حالت میں) اللہ کو یاد کرو۔ پھر جب خوف جاتا رہے تو (اس طرح سے) نماز پڑھو (جس طرح امن کی حالت میں پڑھتے ہو)۔ بے شک نماز کا مومنوں پر اوقات (مقررہ) میں ادا کرنا فرض ہے۔ اور کفار کا پیچھا کرنے میں سستی نہ کرنا۔ اگر تم بے آرام ہوتے ہو تو جس طرح تم بے آرام ہوتے ہو اسی طرح وہ بھی بے آرام ہوتے ہیں۔ اور تم اللہ سے ایسی ایسی اُمیدیں رکھتے ہو جو وہ نہیں رکھ سکتے۔ اور اللہ سب کچھ جانتا (اور) بڑی حکمت والا ہے۔‘‘

اے مسلمانو! جب تم اس طریقہ سے نماز ادا کر چکو تو پھر کھڑے، بیٹھے اور لیٹے اللہ کو یاد کرو۔ اللہ کا ذکر صرف نماز ہی میں نہیں، بلکہ مسلمان کا شب و روز کا معمول ہے، جیسا کہ سورۃ الجمعہ میں فرمایا کہ جب تم نماز ادا کر چکو تو پھر زمین میں پھیل جاؤ، اللہ کا فضل (روزی) تلاش کرو اور اللہ کا بہت ذکر کرو۔ لہٰذا اللہ کا ذکر تو ہر وقت کی مصروفیت ہونی چاہیے۔ انسان اوراد و وظائف اور مسنون دعاؤں کے الفاظ کے ساتھ اپنی زبان، ذہن اور دل و دماغ کو ہر وقت تر و تازہ رکھے اور ہر حالت میں چلتے پھرتے، پیدل، سوار، بیٹھے اور لیٹے ہوئے اللہ کا ذکر کرے۔

صلوٰۃ الخوف ادا کرنے کے بعد اب جب خوف کیفیت نہ رہی، بلکہ امن کا ماحول میسر آ گیا تو حکم ہے نماز قائم کرو یعنی اُس طرح نماز ادا کرو جیسا کہ نماز قائم کرنے کے آداب اور شرائط ہیں۔ یقیناً اہل ایمان پر نماز اپنے اوقات کی پابندی کے ساتھ فرض ہے۔ اوقات کے ضمن میں ہمیں اُس حدیث سے راہ نمائی ملتی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ حضرت جبرائیل امین نے دو دن آپؐ کو نماز پڑھائی، ایک دن پانچوں نمازیں اوّل وقت میں جبکہ دوسرے دن پانچوں نمازیں آخر وقت میں پڑھائیں اور بتا دیا نمازوں کے اوقات ان کے بین بین ہیں۔

اور دیکھو اپنے دشمن کا پیچھا کرنے میں سست نہ بنو۔ اب حق و باطل کی جنگ آخری مرحلے کو پہنچ رہی ہے۔ اس مرحلے پر تھک جانا ہرگز مناسب نہیں۔ اب ہمت باندھو اور آگے بڑھو۔ اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو انہیں بھی تو تکلیف پہنچتی ہے۔ وہ بھی جنگ لڑ رہے ہیں، زخم کھا رہے ہیں، مر رہے ہیں۔ وہ باطل کی خاطر یہ سب کچھ برداشت کر رہے ہیں جبکہ تمہارا تو معاملہ ہی الگ ہے۔ تم تو اللہ سے اجر و مغفرت کی پختہ امیدیں رکھتے ہو اور وہ اس طرح کی کوئی امید نہیں رکھتے۔ اس اعتبار سے تمہیں تو ان سے کہیں آگے بڑھ جانا چاہیے۔ سورۂ آل عمران کی آخری آیت میں صبر کی تلقین بھی اسی ضمن میں ہے، کہ باطل کے خلاف جدوجہد جاری رکھنا اور اس راہ میں آنے والی مشکلات کو خاطر میں نہ لانا ہی صبر ہے اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اے مسلمانو! دیکھو تمہارے دشمن من گھڑت قسم کے دیوتاؤں اور دیویوں، جن کی ان کے دل کے اندر کوئی حقیقی قدر و قیمت نہیں ہے، کی خاطر اپنی جان جوکھوں میں ڈال رہے ہیں پھر تم تو حق پر ہو تو تمہیں تو اس سے سوا کرنا چاہیے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ علیم ہے خبیر ہے۔

فرمانِ نبویؐ

مردوں کے لیے سفید رنگ کے کپڑے زیادہ پسندیدہ ہیں

چودھری رحمت اللہ بٹر

عَنْ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اِلْبَسُوا الثِّيَابَ الْبِيْضَ فَاِنَّهَا اَطْهَرُ وَاَطْيَبُ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ))

(رواہ احمد و الترمذی و النسائی و ابن ماجہ)

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ’’سفید کپڑے پہنا کرو وہ زیادہ پاک صاف اور نفیس ہوتے ہیں اور سفید کپڑوں ہی میں اپنے مردوں کو کفنایا کرو۔‘‘

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝

بش کی آمد

ابوسفیانؓ جب صلح حدیبیہ کی تجدید کے لیے مدینہ منورہ آئے تو مسلمانوں نے اُن سے کوئی بدسلوکی تو نہ کی البتہ سردمہری کا اظہار یقیناً ہوا' حالانکہ ابوسفیان کا شمار قریشِ مکہ کے ''ہاکس' (hawks)میں سے نہیں تھا۔ اِس سے ہم یہ اخذ کر سکتے ہیں کہ مہمان اگر ناپسندیدہ شخصیت ہو اور بن بلائے وارد ہوا ہو تو اُس کو برداشت تو کیا جا سکتا ہے اُس کا پُرتپاک خیرمقدم نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا ہم اِس بات کے حق میں نہیں ہیں کہ 3 مارچ کو ''بش مردہ باد'' اور ''بش واپس جاؤ'' کے نعرے لگائیں جائیں' اِس لیے بھی کہ مشرف حکومت اگرچہ پاکستان کی نمائندہ حکومت نہیں ہے بلکہ عوام پر مسلط کی گئی ہے لیکن ڈی فیکٹو وہ پاکستان کے حکمران ہیں اور امریکی صدر بش پاکستان کے صدر کے مہمان ہوں گے۔

پاکستان کے عوام صدر بش کو مسلمانوں کا قاتل اور اپنا بدترین دشمن سمجھتے ہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ صدر بش کو بھی اِس حقیقت کا پورا پورا ادراک ہے' اِسی لیے وہ صدر مشرف کی تحسین میں تو رطب للسان رہتے ہیں لیکن پاکستانی عوام کا ذکر کرنا رسماً بھی ضروری نہیں سمجھتے۔ ہم صدر بش کی آمد سے پہلے چند گزارشات صدر مشرف کی خدمت میں عرض کریں گے' اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ نقارخانے میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے۔ ہماری صدا اَن دیکھے صحراؤں میں گم ہو کر رہ جائے گی کیونکہ باتدبیر وزراء اور کورنش بجالانے والے مشیر صدر محترم کو زمینی حقائق اور حقیقت پسندی کی بھول بھلیوں میں ڈالیں گے۔ مصلحت آفرینی اور عملیت پسندی کا وہ فلسفہ جو انہوں نے نائن الیون کے بعد افغانستان پر امریکی حملہ کے موقع پر گھڑا تھا' اُسے کسی نئے انداز میں پیش کریں گے۔ سب سے پہلے پاکستان کا راگ پھر الاپا جائے گا۔ بہرحال ملک و قوم اور خود حکمرانوں کی خیرخواہی کا تقاضا ہے کہ ہم اُن کی توجہ اُن حقائق کی طرف مبذول کرائیں جو واضح تو اُن پر بھی ہیں لیکن اقتدار کی ہوس اور کرسی سے تاحیات چمٹے رہنے کی خواہش نے انہیں نوشتۂ دیوار پڑھنے سے محروم کر رکھا ہے۔

امریکہ بلکہ تمام جمہوری ممالک میں پالیسی افراد نہیں ادارے تشکیل دیتے ہیں۔ افراد کسی حد تک ہی اُن پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جمہوری ممالک میں پالیسیوں میں تسلسل ہوتا ہے۔ امریکہ نے سپر پاور بنتے ہی اپنی ترجیحات مقرر کیں تھیں جن پر آج تک بخوبی عمل ہو رہا ہے' وہ یہ تھیں:

1۔ مدِ مقابل سپر پاور سوئیت یونین کو زیر کر کے سپریم پاور بنا جائے تاکہ سرمایہ دارانہ جمہوریت کے نظریہ کو ناقابل شکست بنایا جا سکے۔

2۔ سپریم پاور بننے کے بعد ایک ایسا نیا ورلڈ آرڈر قائم کیا جائے جو امریکہ کے عالمی غلبہ کو دوام بخش سکے۔

3۔ مستقبل قریب ہی نہیں مستقبل بعید میں بھی امریکہ کے عالمی غلبہ کو کسی قوم یا تہذیب سے خطرہ لاحق ہو سکتا ہے تو اُس کی بیخ کنی ابھی سے شروع کر دی جائے۔

کمیونزم کے بعد امت مسلمہ اور پھر زرد تہذیب کو ترتیب وار ہدف بنایا گیا۔ پروگرام یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے فطری اتحادیوں سے مدد لینے کے علاوہ اِن تینوں کو بھی ایک دوسرے کے خلاف استعمال کیا جائے۔ سوویت یونین کو زیر کیا جا چکا ہے اب امت مسلمہ کے بے جان ڈھانچے کو جس کی بنیادیں بہت کمزور ہو چکی ہیں' اُسے آخری دھکا دینے کی تیاریاں شروع ہو چکی ہیں۔ امریکہ نے مسلمان ممالک کے حکمرانوں کو تنبیہ کرنی ہے کہ وہ اپنے عوام کو صحیح طریقہ سے کنٹرول کریں اور انہیں اپنی راہ پر لگائیں۔ انہیں راکھ کے اِس ڈھیر سے سلگتی ہوئی چنگاریاں قطعی طور پر گوارا نہیں۔ علاوہ ازیں چین کے محاصرے کو وہ اب آخری شکل دینا چاہتے ہیں۔ انہیں پاک چین دوستی ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ جنوبی ایشیا میں اُن کا سٹریٹیجک پارٹنر بھارت ہے۔ (باقی صفحہ 17 پر)

تاخلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 15 — شمارہ 9

2 تا 8 مارچ 2006ء
2 تا 8 صفر المظفر 1427ھ

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت

سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
فرقان دانش خان۔ سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' **طابع**: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور۔54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور۔54700
فون: 03-5869501

قیمت فی شمارہ 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرون ملک ...... 250 روپے
بیرون پاکستان
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (1500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (2200 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

ادارہ کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

چودھویں غزل

(بالِ جبریل' حصّہ دوم)

دلِ بیدار فاروقی' دلِ بیدار کراری
مسِ آدم کے حق میں کیمیا ہے دل کی بیداری

دلِ بیدار پیدا کر کہ دل خوابیدہ ہے جب تک
نہ تیری ضرب ہے کاری' نہ میری ضرب ہے کاری!

مشامِ تیز سے ملتا ہے صحرا میں نشاں اس کا
ظن و تخمیں سے ہاتھ آتا نہیں آہوئے تاتاری!

اس اندیشے سے ضبطِ آہ میں کرتا رہوں کب تک
کہ مُغ زادے نہ لے جائیں تری قسمت کی چنگاری

خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیّاری ہے سلطانی بھی عیّاری!

مجھے تہذیبِ حاضر نے عطا کی ہے وہ آزادی
کہ ظاہر میں تو آزادی ہے' باطن میں گرفتاری!

تو اے مولائے یثربؐ آپ میری چارہ سازی کر
مری دانش ہے افرنگی' مرا ایماں ہے زنّاری!

1۔ ''دلِ بیدار'' اقبال کی خاص اصطلاح ہے اور اِس سے اُن کی مراد وہی شانِ فقر ہے جو اُن کے پیغام کی رُوح ہے' جس پر اُن کا سارا فلسفۂ اسلام مبنی ہے' جسے وہ ہر مسلمان کے اندر دیکھنا چاہتے ہیں اور جس کو انہوں نے ''اسرارِ خودی'' سے لے کر ''ارمغانِ حجاز'' تک اپنی ہر کتاب میں پیش کیا ہے۔ وہ جذبۂ بیداری کو کہیں ''دلِ بیدار'' سے تعبیر کرتے ہیں' کہیں دلِ زندہ سے:

دل مُردہ دل نہیں ہے' اِسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے اُمتوں کے مرضِ کہن کا چارہ

کہیں دل کی آزادی سے تعبیر کرتے ہیں اور کہیں خودی کی زندگی سے:

خودی ہو زندہ تو دریائے بے کراں پایاب
خودی ہو زندہ تو کہسار پرنیان و حریر
(ضربِ کلیم)

کہیں نشۂ درویشی سے اور کہیں قلندری سے' کہیں امن میں ڈوبنے سے اور کہیں رنگِ عاشقی سے:

بانشۂ درویشی درساز و دما دم زن
چوں پختہ شوی خودرا بر سلطنت جم زن
(زبورِ عجم)

شعر کا مطلب واضح ہے کہ جس انسان کا دل بیدار ہو جائے اور شعورِ ذات پیدا ہو جائے' اُس میں حضرت عمر فاروق ؓ اور حضرت علیؓ جیسے اوصاف و خصوصیات پیدا ہو جاتی ہیں۔ مزید یہ کہ دل کی بیداری انسان کے لیے ایسی ہی شے ہے جیسے کہ تانبے کے لیے کیمیا' جو تانبے کو سونا بنانے کی اہلیت رکھتی ہے۔

2۔ اے مسلمان! منطق اور فلسفہ چھوڑ' اپنے دل کو بیدار کر' کیونکہ جب تک دل بیدار نہ ہو' تو طبیعت جہاد کی طرف مائل نہیں ہو سکتی' اور جو مسلمان جہاد نہیں کر سکتا' وہ مقصودِ حیات حاصل نہیں کر سکتا' اور جو شخص مقصدِ حیات حاصل نہیں کر سکتا' اُس کا عدم اور وجود اقبال کی نظر میں دونوں یکساں ہیں۔

3۔ ''مشامِ تیز'' کنایہ ہے یقین و ایمان سے' اور آہوئے تاتاری کنایہ ہے رسول کریم ﷺ کی محبت سے۔ یعنی عشق خواہ مجازی ہو یا حقیقی' اُس کی بنیاد یقین پر ہے۔ جب تک ایک مسلمان کو اِس بات کا یقین کامل نہ ہو کہ سرکارِ دو عالم ﷺ باطنی حسن و جمال (نبوت) میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں' سب انبیاءؑ کے سرتاج ہیں' اور آپؐ کی ذات منبعِ کمالات ہے' وہ آپ سے محبت نہیں کر سکتا۔ پس اگر مسلمان حضورِ اقدسؐ کی محبت (آہوئے تاتاری) کو حاصل کرنا چاہتا ہے تو اُسے سب سے پہلے اپنے دل میں اِس بات کا یقین پیدا کر لینا چاہیے کہ آپؐ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

4۔ ''مُغ زادہ''...... مُغ کے معنی ہیں آتش پرست۔ ایران میں دستور تھا کہ شراب خانوں میں خوش شکل مُغ زادوں کو بطور ساقی ملازم رکھا جاتا تھا۔ اقبال نے مفہوم بدل کر مغ زادوں سے غیر مسلم مُراد لیا ہے۔ کہتے ہیں کہ اے مسلمان! میں جب تیری طرزِ زندگی پر غور کرتا ہوں تو مجھے یہ اندیشہ لاحق ہو جاتا ہے کہ تُو اگر اسی طرح غفلت میں زندگی بسر کرتا رہا تو غیر قومیں تجھ سے آگے بڑھ جائیں گی۔

5۔ اے خدا! یہ تیرے سادہ دل بندے بڑی مصیبت میں گرفتار ہیں' کیونکہ آج کل درویشی بھی عیاری ہے اور سلطانی بھی عیاری ہے' اور مسلمانوں میں چونکہ جہالت اور نادانی بہت زیادہ ہے' اس لیے موجودہ صورتِ حال کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ عیاری اور مکاری کا جواب وہی شخص دے سکتا ہے جو نہایت ہوشیار' چالاک اور حالات سے باخبر ہو' لیکن مسلمان اِن تمام صفات سے محروم ہیں' اس لیے میں ان کے مستقبل کی طرف سے بہت پریشان ہوں۔

6۔ تہذیبِ حاضر' دانشِ حاضر' تہذیب مغرب یا تہذیب فرنگ' ان سب سے مراد ہے یورپ کی وہ تہذیب جس کی بنیاد مادیت اور انکارِ خدا پر رکھی گئی ہے اور چونکہ یہ تہذیب اسلام کی روح کے خلاف ہے' اس لیے اقبال اس کے شدید مخالف ہیں اور انہوں نے اِس کی تردید اور بطلان میں اپنا سارا زورِ قلم صَرف کر دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ مغربی تہذیب نے مسلمانوں کو ہر بُرے کام کی آزادی دے رکھی ہے' لیکن آزادی کے پردے میں ہر طریقے سے اپنے دامِ فریب میں جکڑ رکھا ہے۔

7۔ چونکہ اقبال اپنی قوم کی کمزوریوں سے واقف ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ قوم تنزل کے اُس درجے میں پہنچ چکی ہے' جہاں اصلاحِ احوال کا امکان باقی نہیں رہتا' لہٰذا وہ بے اختیار سرکارِ دو عالم ﷺ سے التجا کرتے ہیں کہ حضور! آپ کی قوم کی حالت یہ ہے کہ دانش تو افرنگی ہو چکی ہے اور ایمان زنّاری (کافرانہ) ہو چکا ہے' نہ اس میں اسلام باقی ہے نہ ایمان۔ اندریں حالات ان کی اصلاح کی اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے کہ آپؐ خود اُمّت کی دست گیری اور چارہ سازی فرمائیں۔ مولانا حالؔی نے اِس مضمون کو یوں ادا کیا ہے:۔

اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقتِ دُعا ہے
اُمت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے

سورۃ العٰدیٰت

انسان کی ناشکری، حُبِّ مال اور احوالِ آخرت کا بیان

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے 24 فروری 2006ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

سورۃ العادیات کی تلاوت اور خطبۂ مسنونہ کے بعد فرمایا:

حضرات! آج ہم سورۃ العادیات کا مطالعہ کریں گے۔ سورۃ الزلزال' سورۃ العادیات' سورۃ القارعہ اور سورۃ التکاثر' تیسویں پارے کی چار ہم وزن اور ہم حجم سورتیں ہیں۔ اِن کے مضامین بھی ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں۔ چنانچہ سورۃ الزلزال ہی کے مضمون کو یہاں مزید نمایاں کیا گیا' اور انسان کی ناشکری' مال و دولت سے محبت اور احوال آخرت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اِس سورۂ مبارکہ کا نام ''العادیات'' اِس کے پہلے لفظ کو قرار دیا گیا ہے۔ اِس کے زمانہ نزول کے بارے میں اگرچہ بعض اہلِ علم کا خیال ہے کہ یہ مدنی دور میں نازل ہوئی' لیکن اہل علم کی اکثریت کی رائے یہ ہے کہ یہ سورت مکی ہے۔ اِس سورت کا مضمون بھی اِسی رائے کی تائید کرتا ہے' بلکہ یہ مکی دور کے بھی بالکل ابتدائی حصے میں نازل ہوئی۔ اِس کی گیارہ آیات میں سے پہلی پانچ آیات قسموں پر مشتمل ہیں۔ اور وہ ہیں: ﴿وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝١ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۝٢ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۝٣ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۝٤ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۝٥﴾

> **کتنی عجیب بات ہے کہ گھوڑا اپنے مجازی مالک کے ساتھ بھی حد درجہ وفاداری کرتا ہے' مگر انسان اپنے مالک حقیقی سے منہ موڑ لیتا ہے' اُس کی نافرمانی کرتا ہے اور اُس کی ناشکری کی روش اپناتا ہے۔**

قرآن مجید کی قسموں کے حوالے سے یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ یہ قسمیں جن چیزوں پر کھائی گئی ہیں اُن میں عظمت کا پہلو نہیں ہوتا۔ اِس لیے کہ یہ قسمیں اللہ تعالیٰ نے کھائی ہیں جو خود سب سے بڑی اور عظیم ترین ذات ہے۔ اُس سے زیادہ عظیم اور کوئی نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کی قسم کھاتا ہے تو وہ موضوع کی مناسبت سے اِس چیز کو گواہ ٹھہراتا ہے۔ مثلاً ذات باری تعالیٰ نے سورۃ العصر میں زمانے کی قسم کھائی ہے' اس کا مطلب یہ کہ تیزی سے گزرتا ہوا زمانہ اِس امر پر گواہ ہے کہ انسان خسارے میں ہے۔

اب ہم آیات کا ترتیب وار مطالعہ شروع کرتے ہیں۔

﴿وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝١﴾

''قسم ہے تیزی سے دوڑنے والوں کی ہانپ کر''

''ضبح'' اُس آواز کو کہتے ہیں جو گھوڑے کے بہت تیز دوڑنے سے اُس کے نتھنوں سے تنفس کی وجہ سے نکلتی ہے۔ چنانچہ یہاں العادیات سے مراد گھوڑے ہیں جن کی قسم کھائی گئی ہے۔ اگرچہ گھوڑا یہاں لفظاً موجود نہیں ہے لیکن آگے جو الفاظ آ رہے ہیں اور جو صفات بیان ہوئی ہے' وہ اِس بات کی دلیل میں کہ العادیات سے مراد گھوڑا ہے' اسی بنا پر اس آیت کا ترجمہ یوں بھی کیا گیا ہے کہ ''قسم ہے اِن گھوڑوں کی جو دوڑتے ہیں ہانپتے ہوئے یا پھنکارتے ہوئے۔''

دوسری آیت ہے:

﴿فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۝٢﴾

''پھر (پتھروں پر نعل) مار کر آگ نکالتے ہیں۔''

گھوڑا جب پتھریلی زمین پر دوڑ رہا ہو تو اُس کے سموں کی وجہ سے چنگاریاں نکلتی ہیں۔ ظاہر ہے یہ چیز بھی گھوڑے پر صادق آتی ہے اونٹ پر نہیں آتی۔

اگلی آیت میں اُن کی غارت گری کا ذکر ہے: فرمایا:

﴿فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۝٣﴾

''پھر غارت ڈالنے والے صبح کو''

اہل عرب کے ہاں دستور تھا کہ جب انہیں کسی قبیلے پر حملہ کرنا ہوتا تو رات کو سفر کرتے اور صبح کو اُس پر حملہ کر دیتے تھے۔

آگے فرمایا:

﴿فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۝٤﴾

''پھر اٹھاتے ہیں اِس میں گرد و غبار''

جب گھوڑے غارت گری کرتے ہوں اور دوڑتے ہوئے آ رہے ہوں تو ایک گرد و غبار اڑتا دکھائی دیتا ہے۔

پانچویں آیت ہے:

﴿فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۝٥﴾

''پھر جا گھستے ہیں اُس وقت فوج میں''

اہل عرب اِس ساری صورتحال سے خوب واقف تھے۔ لوٹ مار اور غارت گری اُن کا پیشہ تھا۔ وہ اِسے معیوب نہیں سمجھتے تھے' بلکہ اُن کے ہاں ایسا کرنے والا شخص بہادر شمار ہوتا تھا۔ اُن کے قبائل ایک دوسرے پر شب خون مارتے' لوٹ مار کر کے مال و متاع اور مویشی اپنے ساتھ لے آتے تھے۔ اِس غارت گری اور لوٹ مار میں جو چیز اُن کے سب سے زیادہ کام آتی تھی وہ یہی گھوڑا تھا۔

گھوڑے کے حوالے سے جو چیز یہاں واضح کی گئی ہے وہ اُس کی وفاداری ہے۔ گھوڑا ایسا جانور ہے جو اپنے مالک کے اشارے پر اپنی جان لڑا دیتا ہے' دشمنوں کی صفوں میں گھس جاتا ہے' اور اپنی جان پر کھیل کر اپنے مالک کی جان بچاتا ہے۔ حالانکہ اس کا مالک تو مجازی مالک ہوتا ہے' ہر چیز کا حقیقی مالک تو اللہ تعالیٰ ہے۔ کیسی عجیب بات ہے گھوڑا اپنے مجازی مالک کے ساتھ اتنی وفاداری کرتا ہے لیکن انسان اپنے حقیقی مالک کے ساتھ وفا نہیں کرتا بلکہ اس کی نافرمانی کرتا ہے اور اُس کی ناشکری کی روش اپناتا ہے۔ چنانچہ اِسی بات پر اللہ تعالیٰ نے قسمیں کھائی ہیں۔ چنانچہ آگے فرمایا:

﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۝٦﴾

''بے شک انسان اپنے رب کا انتہائی ناشکرا ہے۔''

انسان گھوڑے کے ساتھ اپنا موازنہ کرے اور دیکھے کہ گھوڑا اپنے مجازی مالک کا کتنا وفادار ہے جب کہ اِس کے برعکس وہ اپنے مالک حقیقی کا کتنا نافرمان اور ناشکرا ہے کہ اپنے خالق' رازق اور روزی رساں کے احکامات کو پاؤں تلے روند ڈالتا ہے حتیٰ کہ اُس کے انکار پر تل جاتا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اِس آیت میں انسان کی ناشکری کا شکوہ کیا ہے۔ سورۃ المعارج میں بھی یہی بات دوسرے انداز میں بیان کی گئی ہے۔ فرمایا:

﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۝١٩ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۝٢٠ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۝٢١﴾

''کچھ شک نہیں کہ انسان کم حوصلہ پیدا ہوا ہے۔ جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو گھبرا اٹھتا ہے اور جب آسائش حاصل ہوتی ہے تو بخیل بن جاتا ہے۔''

آگے فرمایا:

﴿وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۝٧﴾

''اور بیشک وہ اِس پر خود گواہ ہے''

مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی ناشکری کی کیفیت کو خوب جانتا ہے۔ اُس کا عمل اِس بات کی گواہی دیتا ہے کہ وہ واقعی اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔

اگلی آیت میں انسان کی ناشکری کے محرک اور اصل بیماری کی طرف اشارہ ہے۔ فرمایا:

﴿وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۸﴾

''اور بے شک وہ مال کی محبت میں بہت شدید ہے''

مال و دولت کی محبت انسان کے لیے بڑا فتنہ ہے۔ کیونکہ یہی وہ چیز ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کی ناشکری پر آمادہ کرتی ہے' دوسروں کے حقوق غصب کرنے اور اُن پر ظلم کرنے پر اکساتی ہے۔ جب انسان کو یہ بیماری لگ جائے تو وہ جائز و ناجائز' حلال و حرام سے بے پرواہ ہو کر دولت کے حصول کو اپنا مشن بنالیتا ہے۔ دورِ جاہلیت میں ہونے والی لوٹ مار اور قتل و غارت گری کے پس پردہ یہی حُبِ مال کارفرما ہوتی تھی۔ اسی کے سبب ہر طرف جنگل کا قانون رائج تھا اور لوگوں کی جان' مال' عزت و آبرو ہر وقت خطرے سے دوچار رہتی تھی۔ آج بھی اگرچہ دنیا میں تہذیب و تمدن' رواداری اور شائستگی کا نعرہ بلند کیا جارہا ہے لیکن حقیقت میں روئے ارضی جنگل کے قانون کے شعلوں کی لپیٹ میں ہے۔ طاقتور افراد ہوں یا اقوام وہ کمزوروں پر یلغار کر رہے ہیں۔ جارحیت کا ارتکاب کیا جارہا ہے' اس جنگجوئیت اور ریاستی دہشت گردی کے پیچھے بھی جہاں دیگر عوامل کارفرما ہیں' وہاں اس کا محرک دوسرے ممالک کے وسائل و دولت اور ذرائع توانائی پر قبضہ کا مکروہ ارادہ بھی ہے۔ افغانستان اور اعراق پر ہونے والی امریکی یلغار اِس کی نمایاں مثالیں ہیں۔ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تباہی میں اسامہ بن لادن پر الزام عائد کیا گیا بغیر ثبوت بہم پہنچائے اُس کا ''مجرم'' قرار دیا گیا۔ اور اسامہ کی حمایت اور اُس کو تحفظ فراہم کرنے کے ''جرم'' میں افغانستان پر شب خون مارا گیا اور قتل و غارت گری کے بدترین مظاہرے کیے گئے۔ اِس کے بعد عراق کے وسائل اور دولت پر قبضے کے لیے اُس پر بدترین جارحیت کی گئی۔ اِس سے معلوم ہو گیا کہ دورِ جاہلیت کی اخلاقی پستی اور ''جس کی لاٹھی اس کی بھینس'' کا قانون آج بھی دنیا میں جاری اور ساری ہے۔ جن شیطانی قوتوں کے پاس اس وقت طاقت اور اختیار ہے' وہ چاہتی ہیں کہ دنیا کے تمام وسائل اور اسباب پر انہیں بلا شرکت غیرے کنٹرول حاصل ہو جائے۔ یہ قوتیں ملٹی نیشنل کمپنیوں کے ذریعے بھی دنیا کی معیشت پر قبضے کی کوشش کر رہی ہیں اور W.T.O کے ذریعے بھی پوری دنیا کو ایسے معاہدوں کے اندر جکڑا جارہا ہے جس سے تمام دنیا کے وسائل اِن قوتوں کے کنٹرول میں آجائیں اور پوری دنیا اِن کی معاشی غلام ہو۔

اگلی تین آیات میں انسان کے لیے وارننگ اور تنبیہہ ہے۔ فرمایا:

﴿اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ۹﴾

''کیا وہ اُس وقت کو نہیں جانتا جب کرید لیا جائے گا جو کچھ قبروں میں ہے۔''

مراد ہے بعثِ بعد الموت' یعنی کیا انسان اپنے دوبارہ جی اُٹھنے سے آگاہ نہیں ہے۔ کیا وہ اُس وقت کو بھلایا ہوا ہے جب اُسے دوسری بار زندگی عطا کر کے قبروں سے نکالا جائے گا۔ اُسے غور کرنا چاہیے کہ وہ اپنی مرضی سے اِس دنیا میں نہیں آیا بلکہ اس کے خالق نے اپنی مرضی اور حکمت بالغہ کے تحت اُس کی تخلیق فرمائی ہے اور اسی کا فیصلہ ہے کہ وہ انسان کو دوبارہ زندہ کرے گا اور اُس سے حساب کتاب لیا جائے گا۔ اُسے یہ حقیقت فراموش نہیں کرنی چاہیے۔ یہ ایک طرح سے وہی بات ہے جو سورۃ الزلزال میں آئی ہے: وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۲ یعنی ''زمین اپنے سارے بوجھ نکال باہر کرے گی۔''

آگے فرمایا:

﴿وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ۱۰﴾

''اور جو کچھ سینوں کے اندر ہے' نکال باہر کیا جائے گا''

سورۃ الزلزال کے مقابلے میں یہاں ایک Step آگے کی بات کہی جارہی ہے۔ وہاں فرمایا گیا تھا: ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۷ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۸﴾ ''جس نے ذرہ برابر خیر کا کام کیا اُسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کا ارتکاب کیا اُسے بھی دیکھ لے گا۔'' یہاں فرمایا کہ ''جو دلوں میں ہے وہ نکال باہر کیا جائے گا''۔ مطلب یہ ہے کہ انسان کے عمل کے محرکات اور نیت بھی سامنے لائی جائے گی۔ اگر کسی شخص نے گناہ کیا تھا تو کیوں کیا تھا؟ اگر کسی نے کوئی خیر کا کام کیا تھا تو اُس کا اصل محرک (Motive) کیا تھا۔ یہ کام اللہ کی رضا کے لیے تھا یا محض شہرت مطلوب تھی۔ انسان کا معاملہ یہ ہے کہ دنیا میں بالعموم وہ اپنی چرب زبانی کے سبب اپنی غلط روش کو بھی صحیح ثابت کر دیتا ہے' اپنے ناپاک عزائم اور منفی محرکات کو مخفی رکھ کر اپنی سیاکاریوں کو نیک اعمال کے طور پر پیش کر دیتا ہے' لیکن وہاں ایسا نہیں کر سکے گا۔ اُس دن انسان کا اصل ارادہ اور نیتیں بھی بے نقاب ہو جائیں گے۔ اور یہ حقیقت یہ ہے کہ صحیح معنوں میں عدل و انصاف تب ہی ممکن ہے جب فیصلہ کرنے والے کو عمل کے ساتھ ساتھ اُس کے محرک کا بھی پورا پورا علم ہو۔ اور یہ وہ چیز ہے جس کا ادراک سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات واحد ہی نیتوں کا علم بھی رکھنے والی ہے۔ چنانچہ اگلی آیت میں فرمایا:

﴿اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ۱۱﴾

''بے شک اُن کے رب کو اُن کی اُس دن سب خبر ہے۔''

عام طور پر آدمی خیال کرتا ہے کہ اُس نے فلاں کام چھپ کر کیا ہے۔ اُسے خیال نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ سے وہ کام مخفی نہیں ہے' مگر روزِ قیامت اُس پر یہ بات کھل جائے گی کہ واقعتا اُس کا رب اُس کے ہر چھپے اور ظاہر سے باخبر تھا۔ اُس سے تو کوئی چیز بھی پوشیدہ نہ تھی۔

ع ''سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا''

آیئے ذرا دیکھیں کہ صدر بش کے دورے کے وقت امریکی دانشور صورتحال کو کس طرح دیکھ رہے ہیں۔ مسٹر سٹیفن کوہن جنوبی ایشیا کے امور کے ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ واشنگٹن کی ہیری ٹیج فاؤنڈیشن میں ایک تقریب ہوئی جس میں صدر بش کا دورہ زیر بحث آیا۔ وہاں پروفیسر کوہن نے کہا:

''پاکستان امریکہ کا ایک اہم حلیف ہے لیکن اس کے اسباب مثبت نہیں منفی ہیں۔ پاکستان میں جوہری ٹیکنالوجی کے پھیلاؤ کی غلطی ہوئی ہے۔ اس نے دہشت گرد بھی پیدا کیے ہیں۔ پاکستان کی داخلی سیاست اور صورتحال ہوا میں معلق ہے۔ انسان مستقبل پر نظر ڈالے تو یہ ملک ایک انتہائی غیر مستحکم ملک دکھائی دیتا ہے...... پاکستان اور ہندوستان کے درمیان ایک اور بڑی محاذ آرائی ابھرنے کے امکانات اور اندیشوں کو رد نہیں کیا جا سکتا اور امریکہ کو کسی امکانی تصادم سے نمٹنے کے لیے منصوبہ بندی کرنی چاہیے۔'' (بشکریہ روزنامہ جنگ)

پریس ریلیز

26 فروری 2006ء

پتنگ بازی پر فی الفور پابندی عائد کی جائے

حافظ عاکف سعید

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے پتنگ بازی سے پابندی اٹھانے کے فیصلے پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ دھاتی ڈور سے ہونے والی ہلاکتوں کی ذمہ دار حکومت ہے یا عدلیہ۔ انہوں نے کہا کہ ہماری حکومت اپنے بیرونی آقاؤں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے نام نہاد روشن خیالی کی آڑ میں ملک میں بسنت جیسے غیر اسلامی' غیر اخلاقی اور غیر معاشرتی تہوار کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے جس سے نہ صرف نئی نسل گمراہ ہو رہی ہے بلکہ اس گھناؤنے کھیل سے معصوم بچے اور بے گناہ لوگ راہ چلتے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے حکومت سے پتنگ بازی پر فی لفور اور مکمل پابندی کا مطالبہ کیا۔

(جاری کردہ: شعبہ نشر و اشاعت' تنظیم اسلامی)

موجودہ زبوں حالی سے نجات اور اللہ کی نصرت کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ

اسلامی انقلاب کے لیے منظم تحریک چلائی جائے

توہین رسالت پر مبنی نازیبا خاکوں کی اشاعت اور اُس پر ردعمل کے تناظر میں لائحہ عمل کی نشاندہی

امیر محترم نے اپنے خطاب کے دوسرے حصے میں حالات حاضرہ پر گفتگو کی۔ انہوں نے فرمایا: برادران اسلام! ڈنمارک اور دیگر ممالک میں توہین رسالت پر مبنی کارٹونوں کی اشاعت کے خلاف عالم اسلام سراپا احتجاج ہے۔ وقت کے ساتھ اس احتجاج میں مزید شدت آ رہی ہے۔ اس سلسلہ میں گزشتہ جمعہ سورۃ الصف کے حوالے سے عرض کیا گیا تھا کہ اعدائے اسلام روزِ اول ہی سے نورِ اسلام کو مٹانے کے درپے ہیں' مگر اللہ تعالیٰ نے بہرحال اپنے نور کا اتمام فرمانا ہے۔ اللہ کا دین بالآخر کل روئے ارضی پر غالب ہونا ہے' چاہے کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔ بقول مولانا ظفر علی خان:

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

حضرات! توہین آمیز خاکوں کی اشاعت محض اتفاق یا لاعلمی کا نتیجہ نہیں بلکہ ایک منظم منصوبہ بندی اور پلاننگ کا حصہ ہے۔ چنانچہ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس گھناؤنی حرکت کے پس پردہ مکروہ عزائم سے آگاہی حاصل کی جائے۔ اب یہ حقیقت طشت ازبام ہو چکی ہے کہ یہ سازش یہودیوں کی تیار کردہ ہے۔ اس کا مقصد واضح ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ جس طرح ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تباہی کے ذریعے انہوں نے امریکہ کو عالم اسلام کے مدمقابل لا کھڑا کیا ہے' اسی طرح یورپ کو بھی اسلامی دنیا کے خلاف برانگیختہ کیا جائے۔ اہل یورپ جنہوں نے افغانستان پر امریکی حملے کے وقت امریکہ کی مکمل حمایت کی تھی اور اُس کے ''شیطانی اتحاد'' کا حصہ بنے تھے' عراق پر جارحیت کے معاملے میں اس قدر کھلی حمایت نہیں کی۔ یہ صورتحال غلیظ یہودیوں کے لیے تشویشناک تھی۔ اسی لیے فیصلہ کیا گیا کہ اگر اہل یورپ

> **توہین آمیز خاکوں کی اشاعت یہودی سازش ہے جس کا مقصد امریکہ کے بعد یورپی دنیا کو بھی عالم اسلام کے مدمقابل کھڑا کرنا ہے**

امریکہ اور اسرائیل کی نسبت مسلمانوں کے لیے کسی قدر نرم گوشہ رکھتے بھی ہیں تو اُسے یکسر ختم کر دیا جائے اور انہیں مسلمانوں کی کھلی عداوت اور دشمنی پر آمادہ کر لیا جائے۔ تاکہ وہ (امریکہ اور یہود) مستقبل میں مسلمانوں کے خلاف جو ناپاک عزائم رکھتے ہیں' اُن کی تکمیل کے لیے یورپ کی بھرپور حمایت حاصل ہو سکے۔ چنانچہ اندریں حالات ہمیں موجودہ صورتحال میں اپنی حکمت عملی وضع کرتے ہوئے ان سازشوں کو بھی ملحوظ رکھنا ہوگا۔ ان کے توڑ کے لیے مربوط اور منظم لائحہ عمل اختیار کرنا ہوگا۔

احادیث رسول ﷺ کے مطابق قرب قیامت کے دور میں تمام باطل قوتیں حق کے خلاف اکٹھی ہو جائیں گی۔ چنانچہ اسی کا مظہر ہے کہ آج ابلیسی قوتیں اسلام کے خلاف صف آرا ہو رہی ہیں۔ اور مسلمانوں کے لیے مشکل سے مشکل وقت آ رہا ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہم نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کی شرمناک حرکت پر اگرچہ ضروری ہے کہ توڑ پھوڑ سے اجتناب کرتے ہوئے بھرپور احتجاج کیا جائے' اور اہل اسلام نے عالمی سطح پر اس کے خلاف بھرپور احتجاج کیا بھی ہے۔ چنانچہ دنیا نے دیکھ لیا ہے کہ رسول ﷺ کے ساتھ مسلمانوں کی جو عقیدت ومحبت اور قلبی تعلق ہے اُسے ختم نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم احتجاج کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ ہمارا احتجاج بامعنی تب ہوگا جب ہم یہودی دجالی

> **توہین آمیز خاکوں پر احتجاج کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ ہمارا احتجاج زیادہ موثر تب ہوگا جب ہم مغرب کی دجالی تہذیب کو بھی ترک کر دیں' جو نبی اکرم ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات پر مبنی تہذیب اور طرزِ زندگی کے یکسر خلاف ہے**

تہذیب کو بھی ترک کر دیں جو نبی اکرم ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات پر مبنی تہذیب اور طرزِ زندگی کے یکسر خلاف ہے' اور اسوۂ رسول ﷺ کو زندگی کا لائحہ عمل بنا لیں۔ اسی صورت میں اللہ تعالیٰ کی مدد ہمارے شامل حال ہوگی۔ ورنہ یہ عجب بات ہوگی کہ ہم ابلیس کے ایجنٹوں کے خلاف احتجاج تو کریں مگر تہذیب انہی کی اپنائے رکھیں۔ ایسے طرزِ عمل پر دنیا ہمارا مذاق اڑائے گی۔ نبی اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ہمیں مغربی کلچر کی غلامی اور مرعوبانہ سوچ سے باہر نکلنا ہوگا اور اس یقین کو دل میں بٹھانا ہوگا کہ عزت وکامرانی اور سربلندی کا ذریعہ اسلام ہے' اسلامی تہذیب اور اس کا پاکیزہ نظامِ زندگی ہے۔ جیسے بیت المقدس کی فتح کے موقع پر حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا تھا:

''نَحْنُ قَوْمٌ اَعَزَّنَا اللّٰهُ بِالْاِسْلَامِ''

''ہم وہ قوم ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعے عزت دی۔''

جب بھی امریکہ' عالم اسلام کشمکش کی بات ہوتی ہے تو بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ مسلمان امریکہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ہمیں زمینی حقائق کو دیکھنا چاہیے۔ اگرچہ ایک حد تک یہ بات درست ہے کہ ہمارا اُن سے کیا مقابلہ' یہ بات بظاہر زمینی حقائق کے خلاف دکھائی دیتی ہے۔ مگر ایسی سوچ رکھنے والے لوگوں کی فکر کی بنیادی غلطی یہ ہے کہ وہ زمینی حقائق کو تو دیکھتے ہیں مگر ایمانی حقائق کو یکسر نظرانداز کر دیتے ہیں' حالانکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ایمانی حقائق کے مقابلے میں زمینی حقائق کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ہم مسلمان جو زمین پر اللہ تعالیٰ کے نمائندے اور سفیر ہیں' اگر اللہ تعالیٰ کی مدد ہماری پشت پر ہو تو دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی ہم پر غالب نہیں آ سکتی۔ ہم اس ایمانی حقیقت کو کیوں فراموش کر دیتے ہیں کہ ہم اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریں تو وہ لازماً ہماری مدد فرمائے گا۔ ذرا سوچئے' وہ کون سی طاقت تھی جب ابتدائے اسلام میں چند ہزار مسلمان صحرائے عرب سے نکل کر روم اور فارس کی دو طاقتور مملکتوں سے ٹکرا گئے تھے۔ ظاہر ہے کہ اس جرأت کا سبب اُن کا اللہ تعالیٰ پر غیر متزلزل ایمانی اور پختہ یقین تھا۔ اگر وہ ایمانی حقائق کو نہ دیکھتے اور اُن کی نگاہیں بھی زمینی حقائق پر ہی اٹک جاتیں تو وہ مدینے سے باہر ایک قدم بھی نہ نکالتے۔

برادران اسلام! دشمن نے ہمارے خلاف طبل جنگ بجا دیا ہے۔ ہمارے لیے اب مقابلہ کی ایک ہی صورت ہے' وہ یہ کہ ہم اپنے رب کو راضی کریں' اُس پر اپنے ایمان کو پختہ کریں' اُس کی راہ میں جہاد کریں۔ اس سلسلہ میں ضروری ہے کہ سب سے پہلے اسلام کے نام پر بننے والے اس ملک میں اللہ کے دین و شریعت کو قائم کرنے کی جدوجہد کی جائے۔ اس کے لیے محنت کی جائے' جان و مال کی قربانی دی جائے۔ یہی کامیابی کا راستہ ہے۔ جب تک ہم اس راستہ پر چلنے کے لیے آمادہ نہیں ہوں گے اللہ کی مدد نہیں آئے گی۔

حال ہی میں مجھے اسلام آباد میں ہونے والی قومی مجلس مشاورت میں شرکت کا موقع ملا۔ وہاں بھی میں نے ایم ایم اے کے قائدین کے سامنے یہی بات رکھی کہ امریکہ' اسرائیل اور یہود و نصاریٰ ہوں یا اُن کے ایجنٹ جو ہمارے سروں پر مسلط ہیں' اُن کے مقابلے کے لیے ہمیں اللہ سے مدد کی ضرورت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یقینی طور پر اُن لوگوں سے اپنی مدد کا وعدہ کیا ہے جو اُس کے دین کی مدد کریں۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم دین کے غلبے اور شریعت کی بالادستی کے لیے تحریک چلائیں۔ عوام کو بھی اس تحریک میں شامل کریں۔ اور حکمرانوں سے مطالبہ کریں کہ ہم اقتدار کے طالب نہیں' اسلامی نظام چاہتے ہیں۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ شریعت نافذ کرو' سودی نظام کا خاتمہ کرو۔ اگر اللہ کی زمین پر اللہ کا دین غالب ہو جائے تو مسلمانوں کو ذلت و رسوائی سے نجات مل سکتی ہے

توہین آمیز کارٹونوں کی اشاعت

(گزشتہ سے پیوستہ)

مقصد کیا ہے؟ کب کیا ہوا؟ کس نے کیا کہا؟ کس نے کیا کیا؟

توہین رسالت پر مبنی نازیبا خاکوں کی اشاعت اور اس پر عالم اسلام اور مغربی دنیا کے ردعمل کا تاریخ وار جائزہ

اخذ وترجمہ: **سید افتخار احمد**

یکم فروری کو فرانسیسی اخبار ''فرانس سوئر'' نے تمام کارٹون شائع کئے اور ساتھ اپنی طرف سے بھی ایک کا اضافہ کیا۔تاہم اس کے منیجنگ ڈائریکٹر کو ملازمت سے برطرف کردیا گیا۔

☆ جرمنی کے اخبار'' ڈائی ویلٹ''، ''تاگس ہسگل'' اور ''برلنرز ٹینگ'' نے کچھ کارٹون شائع کئے۔

☆ اٹلی کے اخبار''لاسٹمپا'' نے کارٹون شائع کئے۔

☆ سپین کے اخبار''الپیری ڈیکوکٹیالونیا'' نے کارٹون شائع کئے۔

☆ ہالینڈ کے اخبار''ولکس کرانٹ''، ''ہینڈل بلاڈ''اور'' ایلسی وئر'' نے کارٹون شائع کئے۔

☆ شام نے اپنے سفیر کو ڈنمارک سے واپس بلالیا۔

☆ فن لینڈ کے وزیر خارجہ نے ڈینش حکومت کی سست روی پر اس کی مذمت کی۔

☆ روسی صحیح العقیدہ چرچ نے یورپ کے اخبارات کی مذمت کی جنہوں نے کارٹون چھاپے۔

☆ شامل بسایوف نے کارٹونز کی مذمت کی۔

☆ انڈونیشیا کی وزارت خارجہ نے کارٹونز کی مذمت کی۔

☆ عمانی دکانداروں نے ڈینش مصنوعات کا بائیکاٹ کیا۔

2فروری کو جرمن اخبار''ڈائی زیٹ'' نے ایک کارٹون شائع کیا۔

☆ اردن کے اخبار'' الشیہان'' نے کارٹون شائع کئے۔منیجر کو برطرف کردیا گیا۔

☆ امریکی اخبار''نیویارک سن'' نے دوکارٹون شائع کئے۔

☆ بیلجیم اخبار''لی سوئر'' نے دوکارٹون شائع کئے۔

☆ فرانسیسی اخبار''لی منڈی'' نے ایک کارٹون شائع کیا۔

☆ سوئزرلینڈ کے اخبار''لی ٹمپس''اور'' ٹریبون ڈی جنیو'' نے کچھ کارٹون شائع کئے۔

☆ ہنگری کے اخبار''مگیار ہری اپ'' نے کارٹون شائع کئے۔

☆ پرتگیزی اخبار''پبلکو'' نے ایک کارٹون شائع کیا۔

☆ ڈنمارک کے وزیر خارجہ نے ڈینش شہریوں کو غزہ سے نکل جانے کی نصیحت کی۔

☆ برطانیہ کے TV نے اپنے نیوز پروگرام میں ITV,BBC اور چینل 4 پر کارٹونز کی جھلکیاں دکھائیں۔

☆ BBC نے نیوز نائٹ پر کارٹونز کے کچھ حصوں سے تفریح کا لطف اٹھایا۔لیکن پیغمبر اسلامؐ کے حصّوں کو منظر سے نکال دیا۔

☆ پانچ ملکوں کے رومن کیتھولک بشپس نے ایک مشترکہ بیان دیا کہ'' ہماری ہمدردیاں اپنے مسلمان بھائی بہنوں کے ساتھ ہیں''

☆ ڈینش کمپنی'' آریا فوڈز'' نے بائیکاٹ سے لاکھوں کے نقصان کی رپورٹ دی۔

3فروری کو ڈینش وزیر اعظم کئی مسلمان سفیروں سے ملا۔مصر کے سفیر نے کہا کہ وزیر اعظم کا جواب غیر موزوں ہے۔اور یہ کہ ڈنمارک کو مسلم دنیا کی تشفی کے لئے سخت کوشش کرنی چاہیے۔

☆ بیلجیم کے اخبار''ڈی سٹینڈرڈ'' نے کارٹون شائع کئے۔

☆ بیلجیم کے اخبار''ہٹ وولک'' نے کارٹون شائع کئے۔اور''ڈیٹینی ورمیرش'' کے حوالہ سے لکھا کہ بیلجیم کے تمام اخباروں کو ہر ہفتہ ایسے کارٹون شائع کرنے چاہئیں تاکہ مسلمان اس خیال سے مانوس ہوجائیں۔

☆ نیوزی لینڈ کے اخبار''نیشنل بزنس ریویو'' نے ایک کارٹون شائع کیا۔

☆ آسٹریلیا کے SBS,TV اور ABC نے اپنے شام کے نیوز پروگرام میں کارٹون دکھائے۔

☆ کینیڈا کے CTV نے نیوز میں کارٹونز کو نمایاں کر کے دکھایا۔

☆ آئرلینڈ کے اخبار''آئرش ڈیلی سٹار'' نے ایک کارٹون شائع کیا جس کے ساتھ ایک مضمون بھی تھا۔عنوان تھا'' آزادیٔ صحافت اور جمہوری حقوق کے علمبردار''

☆ لندن میں ایک احتجاجی جلوس نے گشت کیا۔

☆ پاکستانی سینٹ نے متفقہ ریزولیشن پاس کیا جس میں ڈینش اخبار میں گستاخانہ اور اہانت آمیز کارٹونز کی اشاعت کی مذمت کی گئی۔

4فروری کو نیوزی لینڈ کے اخبار''دی ڈومینین پوسٹ'' نے کارٹونز شائع کئے۔

☆ پولینڈ کے اخبار''ریکیوسپولیٹا'' نے کارٹون شائع کئے۔

☆ چیکوسلواکیہ کے بہت ذی اثر اخبار'' MF DNES'' نے کارٹون شائع کئے۔

☆ ڈینش اخبار''ڈیجلاڈٹ انفارمیشن'' نے کارٹون شائع کئے۔

☆ ویٹی کن نے کہا کہ اخبار کے فعل کا حکومت کو ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔

☆ کوفی عنان نے کہا کہ مسلمانوں کو سب سے پہلے کارٹون شائع کرنے والے ڈینش اخبار کا معافی نامہ قبول کرلینا چاہیے۔

☆ وہائٹ ہاؤس سے بیان جاری ہوا کہ ہم پوری طرح شام کے انتہائی شرمناک عمل کے خلاف ڈنمارک اور یورپی اتحادیوں کے ساتھ ہیں۔

محمود احمدی نژاد نے حکم دیا کہ ایسے تمام ممالک کے ساتھ کئے ہوئے معاہدے ختم کر دیئے جائیں جہاں کارٹون کی اشاعت ہوئی ہے۔

☆ جیلنڈز پوسٹن کو وکٹر پرائز سے نوازا گیا۔(یہ پرائز ہر سال مقابلہ میں حصّہ لینے والے اخبار ایکسٹرابلیڈٹ کی طرف سے آزادیٔ صحافت کو مشکل ترین حالات میں قائم رکھنے پر دیا جاتا ہے۔)

☆ ڈنمارک کے اخبار''پولیٹکن'' نے انکشاف کیا کہ ''جیلنڈز پوسٹن'' نے 2003ء میں حضرت عیسیٰؑ کے دوبارہ جی اٹھنے کے نقشہ کے کارٹونز چھاپنے سے اس وجہ سے انکار کردیا تھا کہ لوگ شور مچائیں گے۔

5فروری کو برطانیہ کے ظلی ہوم سیکریٹری ڈیوڈ ڈیوس نے سنڈے ٹیلیگراف کو کہا کہ پولیس کو احتجاج کرنے والوں سے سختی سے نپٹنا چاہیے۔

☆ ایران نے اپنے سفیر کو ڈنمارک سے واپس بلالیا۔اور اپنے ملک میں ڈینش صحافیوں کا داخلہ ممنوع کردیا۔

☆ بیروت میں ڈینش قونصلیٹ کو ایک مظاہرے کے دوران آگ لگادی گئی۔

☆ عراق کے وزیر ٹرانسپورٹ نے ڈنمارک اور ناروے کے ساتھ کئے گئے معاہدے روک دیئے۔

☆ برسلز اور بیلجیم میں ہزاروں مسلمان غیر متوقع خود بخود اکٹھے ہوگئے اور کارٹونز کے خلاف ایک پرامن مظاہرہ کیا۔

6 فروری کو فرانسیسی وزیراعظم ڈومینک ڈی ویلپین نے احتجاجی تشدد کی مذمت کی جو کارٹونز کے خلاف مسلم دنیا میں ہو رہا ہے۔ لیکن دوسرے مذاہب کے بارے میں رواداری اور احترام کی تلقین کی۔

☆ لبنان نے ڈینش قونصلیٹ کی حفاظت سے کوتاہی پر معذرت کی۔

☆ ٹونی بلیر نے ڈنمارک کو اپنی مکمل حمایت کا یقین دلایا۔

☆ نیٹو کے سیکریٹری جنرل نے ڈنمارک کو اپنی مکمل حمایت کا یقین دلایا۔

☆ اسرائیل کے انگریزی اخبار ''یروشلم پوسٹ'' نے کاٹون شائع کیے۔

☆ ایران نے ڈنمارک کے ساتھ تجارت بند کر دی۔

☆ امریکی سفیر برائے ڈنمارک نے دہرایا کہ امریکہ کی 100 فیصد حمایت ڈنمارک کے ساتھ ہے۔ اس نے مزید کہا کہ امریکہ آزادیٔ تقریر کی مکمل حمایت میں ہے۔ اور کارٹون شائع کرنے والوں کے معاملے میں وہ کبھی مداخلت نہیں کرے گا۔

☆ جنوبی افریقہ کے اخبار ''میل اینڈ گارجین'' نے کارٹون شائع کیے۔

☆ امریکی وزارتِ خارجہ کے وائس سیکریٹری ڈینیل فرائڈ نے کہا کہ ڈنمارک کو معافی مانگنے کی قطعاً ضرورت نہیں۔

☆ ڈینش کارٹونسٹ کرسٹوفر نے بیان دیا کہ اپریل 2003ء میں اس نے جیلنڈز پوسٹن کو حضرت عیسیٰؑ کی دوبارہ زندگی کے بارے میں چند کارٹون بھیجے تھے مگر اس نے شائع کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

7 فروری کو ہزاروں طلباء نے مصر اور پشاور (پاکستان) میں احتجاجی مظاہرہ کیا۔ نیامی' نائجر' کانو' کشمیر' کوٹاباٹو اور فلپائن میں ڈنمارک مخالف پرامن مظاہرے ہوئے۔ نائجیریا میں مظاہرین نے ڈینش جھنڈے کو نذرِ آتش کیا۔

☆ اٹلی کے رومن کیتھولک پادری کے قتل پر وزیراعظم سلویو برلوسکونی نے ترکی سے متعصب مظاہرین کو خاموش کرنے کی درخواست کی۔

☆ کارڈف یونیورسٹی کے جریدہ ''گاٹر رائیڈ'' کے سٹوڈنٹ ایڈیٹر کو ایک کارٹون شائع کرنے پر برطرف کر دیا گیا۔

☆ امریکہ کے صدر بش نے اینڈرز فوگ راسموسن کو ڈنمارک کے لیے امریکہ کی مکمل حمایت کی یقین دہانی کے لیے کہا۔

☆ امریکہ کے ہفت روزہ جریدہ ''نیویارک پریس'' کے سٹاف نے ایڈیٹر کے خلاف مظاہرہ کیا جس نے ڈینش کارٹون شائع کرنے سے معذرت کر دی تھی۔

☆ حکومت یمن نے اپنے دو اخباروں ''یمن آبزرور'' اور ''الحریت'' کے لائسنس منسوخ کر دیے۔

8 فروری کو ہفت روزہ ''چارلی ہیبڈو'' نے 12 ڈینش کارٹونز اور ایک نیا کارٹون جو فرانسیسی کارٹونسٹ ''کابو'' نے بھیجا تھا شائع کر دیے۔

☆ برازیل کے سب سے زیادہ شائع ہونے والے جریدہ ''دیجا'' نے 3 کارٹون شائع کیے۔

☆ مصر کے اخبار ''فریڈم فار ایجپشن'' نے کارٹون شائع کیے۔

☆ مصر کے اخبار ''ایجپشن سینڈ مونکی'' نے ''الفجر'' 17 اکتوبر کے کارٹون شائع کیے۔

☆ پرنس ایڈورڈ آئی لینڈ یونیورسٹی کینیڈا کی انتظامیہ نے سٹوڈنٹ اخبار کی تقسیم روک دی جس میں دوبارہ کارٹون شائع کیے گئے تھے۔

☆ سینٹ میری یونیورسٹی کینیڈا کے پروفیسر پیٹر مارچ کو انتظامیہ نے وہ کارٹون ہٹانے کا حکم دیا جو اس نے اپنے دفتر میں لگائے ہوئے تھے۔

''یروشلم پوسٹ'' نے حضرت محمدﷺ کے کارٹون شائع کیے۔

☆ یروشلم پوسٹ پہلا اسرائیلی اخبار ہے جس نے متنازع ڈینش کارٹون جن میں پیغمبر اسلامﷺ کی تصویر نے مسلم دنیا کے جذبات میں آگ لگا دی' شائع کیے۔

☆ آج یعنی (8 فروری) کے ایڈیٹوریل میں جس کا عنوان ہے ''پیغمبر کی عزت'' اخبار نے ڈینش کارٹونز جن پر مسلم دنیا نے چیخ و پکار مچا رکھی ہے' کا موازنہ عرب کارٹونسٹس سے کیا جو آئے دن یہودیوں کو شیطان' عالمی سازشی' معاشرہ خراب کرنے والے اور خون چوسنے والے ظاہر کرتے رہتے ہیں۔

☆ ''عربوں میں سیاسی ظرافت کی کوئی حدود نہیں'' یروشلم پوسٹ نے ایڈیٹوریل کا عنوان لگایا اور کہا کہ قطر کے ''الوطن'' اخبار نے ایک کارٹون شائع کیا جس میں وزیراعظم ایریل شیرون کو فلسطینی بچوں کے خون سے بھرے پیالہ سے گھونٹ لیتے ہوئے دکھایا گیا تھا۔ دوسرے مصری اخبار الاہرام العربی نے اسے گھٹنوں تک لمبے بوٹ پہنے ہوئے' خون آلود ہاتھوں سے امن کو مسلتے' تباہ کرتے دکھایا تھا۔

☆ اگر کوئی دوسرا اس بات کی تائید کرنا چاہے کہ مغرب کو مسلم ریاستوں جیسے ایران کے ہتھیار بنانے پر شک کیوں ہے تو وہ اُس تعصب کی بنا پر ہے جو مسلمان حکومتوں نے ان کارٹونز کی طرف ظاہر کیا ہے' آگے دیکھنا نہیں چاہتے۔ اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے؟

ڈینش اخبار نے مسیح علیہ السلام کے کارٹون شائع کرنے سے انکار کر دیا۔

☆ ڈینش اخبار نے 3 سال پہلے مسیحؑ کے کارٹون یہ کہہ کر شائع کرنے سے انکار کر دیا تھا کہ وہ لوگوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچائیں گے۔ اور ان میں کوئی مزاح نہیں تھا۔

☆ اپریل 2003ء میں ڈینش کارٹونسٹ کرسٹوفر زیلر نے چند کارٹونز حضرت عیسیٰؑ کی دوبارہ زندگی کے بارے میں جیلنڈز پوسٹن کو بھیجے جو واپس کر دیے گئے۔

☆ زیلر نے اخبار کے سنڈے ایڈیٹر جینز قیصر کی طرف سے ایک لفافہ واپس موصول کیا جس میں لکھا تھا کہ جیلنڈز پوسٹن کے قاری ان تصویروں سے محظوظ نہیں ہوں گے' بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان سے لوگوں کے جذبات بھڑک اٹھیں گے۔ اس لیے میں انہیں استعمال نہیں کروں گا۔

☆ جیلنڈز پوسٹن کے ایڈیٹر نے اس کیس کو نامعقول قرار دیا۔ اور کہا کہ اس کا محمدﷺ کے کارٹونز سے کیا تعلق ہے۔ محمدﷺ کی تصویروں کے کیس میں ہم نے کارٹونسٹ سے بنانے کے لیے کہا تھا۔ اور اس میں میں نے کہا نہیں تھا۔ صرف یہ فرق ہے۔ کارٹونسٹ کا خیال ہے کہ اس کے کارٹون پُر مذاق تھے۔ مگر میرے خیال میں وہ ایسے نہیں تھے۔ اور یہ کہ شاید وہ چند لوگوں کو ٹھیس پہنچائیں۔ زیادہ نہیں صرف چند۔

دعائے صحت کی اپیل

❁ رفیق تنظیم اسلامی سندھ جنوبی محمد نعمان حادثے کے باعث زخمی ہو گئے ہیں' اور ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

❁ رفیق تنظیم اسلامی سندھ شمالی احتشام الحق صدیقی کے خسر علیل ہیں۔

❁ ہارون آباد کے رفیق عبدالوحید سخت بیمار ہیں۔

قارئین ندائے خلافت اور رفقاء و احباب سے بیماروں کی جلد صحت یابی کے لیے دعاؤں کی درخواست ہے۔

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ دفتر حلقہ سندھ زیریں کے کلرک عمران حمید کھوکھر کی اہلیہ انتقال فرما گئی ہیں۔

☆ ڈاکٹر سعید الزماں کے خواہر نسبتی کا انتقال ہو گیا ہے۔

☆ ہارون آباد کے رفیق عبدالحمید توقیر کے والد وفات پا گئے ہیں

قارئین ندائے خلافت اور رفقاء و احباب سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

سوڈان اسلامائزیشن کی راہ پر

سید قاسم محمود

مہدی سوڈانی کا جانشین خلیفہ عبداللہ 1885ء تا 1898ء حکومت کی ذمہ داریاں سنبھالنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مصر پر درویشوں کا حملہ ناکام ہو گیا اور مصری فوج نے اپنے نئے انگریز سردار لارڈ کچنر کی قیادت میں 1898ء میں سوڈان پر حملہ کر دیا۔ درویشوں نے اگرچہ بے مثال شجاعت کا مظاہرہ کیا لیکن جدید اسلحے سے لیس فوج کا وہ مقابلہ نہ کر سکے۔ خلیفہ عبداللہ نومبر 1899ء میں جنگ میں کام آیا اور سوڈان پر پھر مصری اور برطانوی تسلط قائم ہو گیا۔ جنوری 1900ء میں مشہور درویش سپہ سالار عثمان دغنہ' جس نے مہدی سوڈانی کے وقت میں بڑا نام پیدا کیا تھا' گرفتار ہو گیا۔ کچنر نے جذبۂ انتقام سے مغلوب ہو کر مہدی سوڈانی کی قبر کھدوا دی اور ہڈیاں جلا دیں۔ اس کے بعد 1903ء تا 1908ء سوڈانی درویشوں نے برطانوی اقتدار کے خلاف بغاوتیں کیں' لیکن وہ کچل دی گئیں۔

انگریزوں نے مہدی سوڈانی اور اُن کے پیروؤں کو کچلنے کے لیے اُن کو بدنام کرنے کی بڑی کوشش کی' لیکن اب دنیا بھر میں یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ مہدی محمد احمد سوڈان کی بیداری اور آزادی کی تحریک کے پیشرو تھے۔ اُن کی ہڈیاں اگرچہ کچنر نے قبر سے نکلوا کر جلا ڈالیں' لیکن اُم درمان میں اُن کا مقبرہ آج سوڈان کی سب سے بڑی زیارت گاہ ہے۔

برطانوی سامراج کا عہد

لارڈ کچنر کی سرکردگی میں' جو مصری فوج کا سپہ سالار تھا' سوڈان پر مصری قبضہ دراصل مصری حکومت کی بحالی نہیں تھا' بلکہ سوڈان پر انگریزی تسلط کا پیش خیمہ تھا۔ کہنے کو 19 جنوری 1899ء میں مصر اور برطانیہ میں ایک معاہدہ ہو گیا تھا' جس کے تحت سوڈان پر برطانیہ اور مصر دونوں کی بالادستی تسلیم کی گئی تھی' لیکن سوڈان کے حقیقی حکمران اب انگریز ہی تھے۔ 1924ء میں سوڈان کے انگریز گورنر جنرل کے قتل کے بعد مصر کا رہا سہا آئینی سہارا بھی ختم ہو گیا اور سوڈان براہ راست برطانیہ کے تسلط میں آ گیا۔

انگریزوں نے اپنے عہد (1899ء-1956ء) میں جہاں بعض قابل تعریف کام انجام دیئے' وہاں انہوں نے مصر اور سوڈان کے درمیان افتراق پیدا کرنے کی بھی پوری پوری کوشش کی' اور جنوبی سوڈان کو شمالی سوڈان سے الگ کرنے کی حوصلہ افزائی کی۔ جنوبی سوڈان میں غیر مسلموں کی اکثریت ہے اور وہاں کے باشندے حبشی النسل (نیگرو) ہیں' جبکہ باقی جنوبی سوڈان کے باشندے عربی النسل ہیں اور زبان بھی عربی بولتے ہیں اور مسلمان ہیں۔ جنوبی سوڈان کے باشندوں کی اکثریت مظاہر پرست اور بُت پرست ہے۔ مُشرکانہ عقائد رکھتے ہیں۔ برطانوی عہد میں ان کو عیسائی بنانے کا منصوبہ بنایا گیا اور بہت سے لوگوں نے عیسائیت قبول کر لی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جنوبی سوڈان کے باشندوں کا ایک بڑا طبقہ سوڈان سے علیحدگی کا مطالبہ کرنے لگا۔

برطانوی اقتدار سے آزادی

برطانوی اقتدار سے آزادی حاصل کرنے سے پہلے سوڈان کے باشندے دو گروہوں میں تقسیم تھے۔ ایک گروہ مصر اور سوڈان کے اتحاد کا حامی تھا اور دوسرا مصر سے مکمل علیحدگی چاہتا تھا۔ پہلے گروہ کو "اشقہ پارٹی" کی حمایت حاصل تھی' جس کے رہنما اسماعیل ازہری تھے۔ سوڈان کے بااثر صوفی سلسلے "ختمیہ" کے رہنما سید علی میرغنی اس گروہ کے ساتھ تھے۔ دوسرا گروہ جو مکمل علیحدگی اور خودمختاری کا حامی تھا' اُس کے قائد مہدی سوڈانی کے صاحبزادے سید عبدالرحمٰن (1885ء - 1961ء) تھے۔ وہ سوڈان کی دوسری بااثر جماعت "اُمّہ پارٹی" کے رہنما تھے۔ اہل سوڈان کے درمیان اِس تفریق کی وجہ سے سوڈان کے مصر کے ساتھ الحاق کا کوئی فیصلہ نہ ہو سکا' اور طویل جدوجہد کے نتیجے میں برطانیہ نے یکم جنوری 1956ء کو سوڈان کو آزاد کر دیا۔

آزادی کے بعد

آزادی حاصل کرنے کے بعد اشقہ پارٹی کے رہنما اسماعیل ازہری نے پہلی حکومت بنائی۔ یہ بات اگرچہ مصر سے الحاق کے حامیوں کے لیے بڑی حوصلہ افزا تھی' لیکن مصر اُس وقت صدر ناصر کی قیادت میں آمریت اور قوم پرستی کے جس راستے پر جا رہا تھا' اُس میں سوڈانیوں کے لیے کوئی کشش نہ تھی۔ الاخوان المسلمون کے ساتھ مصری حکومت کے ظالمانہ سلوک نے اُس رشتے کو بھی کمزور کر دیا جو وادیٔ نیل کی وحدت کو قائم رکھنے میں بنیادی پتھر کی حیثیت رکھتا تھا۔ کچھ عرصے کے بعد اسماعیل ازہری کی حکومت ٹوٹ گئی' اور سوڈانی قوم پرستی اور خودمختاری کی سب سے بڑی علم بردار جماعت اُمّہ پارٹی کے ایک رہنما عبداللہ خلیل نے نئی حکومت بنائی۔ اب الحاق مصری کی ہر امید ختم ہو چکی تھی' لیکن مصر اب بھی سوڈان میں خفیہ طور پر جوڑ توڑ کرتا رہا' جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ نومبر 1958ء میں سوڈان بھی فوجی انقلاب سے دو چار ہوا' جس سے اُس زمانے میں دنیائے اسلام کے کئی ملکوں کو سابقہ پڑ رہا تھا (جن میں ہمارا پاکستان بھی شامل ہے)۔ سوڈانی کمانڈر انچیف جنرل ابراہیم عبود نے 17 نومبر کو آئینی اور جمہوری حکومت توڑ کر فوجی حکومت قائم کر دی۔ تمام سیاسی جماعتوں کو کالعدم قرار دیا گیا' اور جب سیاسی رہنماؤں نے آئینی حکومت بحال کرنے کے لیے زیادہ دباؤ ڈالا تو جولائی 1961ء میں دونوں سیاسی رہنماؤں یعنی اسماعیل ازہری اور عبداللہ خلیل کو گرفتار کر لیا گیا۔ سید عبدالرحمٰن کے اُن کا اثر رسوخ کی وجہ سے گرفتار نہیں کیا جا سکا' لیکن اکتوبر 1961ء میں وہ قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ جنرل عبود کی آمریت چار سال تک قائم رہی۔ بالآخر حریت پسند عوامی طاقتوں کے آگے اُن کو ہتھیار ڈالنا پڑے اور وہ 15 نومبر 1964ء کو مستعفی ہو گئے' جس کے نتیجے میں سوڈان میں ایک بار پھر جمہوری نظام قائم ہو گیا۔

اسلامی دستور کے لیے جدوجہد

پاکستان کی طرح سوڈان میں بھی آزادی کے بعد دستور سازی کے مسئلے کو بڑی اہمیت حاصل رہی۔ وہاں شروع ہی سے اسلامی عناصر کافی مضبوط اور متحد تھے۔ گویا آزادی کے بعد سوڈان کو ایک اسلامی دستور ملنے والا تھا' اور اس جانب ابتدائی برسوں میں کافی پیش رفت ہو رہی تھی' لیکن پاکستان کی طرح سوڈان میں بھی اسلامی دستور سازی کی منزل فوجی انقلاب نے دور کر دی۔

جنرل عبود کی آمریت کے خاتمے کے بعد مئی 1965ء میں ایک نئی دستور ساز اسمبلی منتخب ہوئی۔ اُمّہ پارٹی نے' جس کے رہنما اب امام ہادی المہدی اور صادق المہدی تھے' اسماعیل ازہری کی حزب الاتحاد الدیموقراطی (Unionist Democratic Party) کے ساتھ اس پر اتفاق کر لیا کہ سوڈان کا دستور اسلامی احکام و تعلیمات پر مبنی ہو۔ یہ صورت حال کمیونسٹوں کے لیے پریشانی کا موجب بنی جو سوڈان کو ایک لادینی اشتراکی ملک بنانا چاہتے تھے۔ چنانچہ مئی 1969ء میں فوج کے ہم خیال افسروں کی مدد سے کمیونسٹوں نے جمہوری حکومت کا تختہ الٹ دیا اور سوڈان میں سوشلسٹ آمریت قائم کر دی۔ دوسرے اشتراکی ممالک کی طرح سوڈان میں بھی تمام سیاسی جماعتوں کو خلاف قانون قرار دے دیا گیا اور اخباروں اور خبر رساں ایجنسیوں کو قومی ملکیت میں لے لیا گیا۔ اُم درمان کی اسلامی یونیورسٹی بند کر دی گئی۔ الاخوان المسلمون اور اُمّہ پارٹی کے رہنماؤں کو خاص طور پر انتقام کا نشانہ بنایا گیا۔ جزیرہ آبا' جو مہدی سوڈانی کے پیروؤں کا سب سے بڑا مرکز تھا' حملہ کیا گیا۔ اس حملے میں اُمّہ پارٹی کے رہنما اور مہدی سوڈانی کے پوتے ہادی المہدی (1915-1970ء) سرکاری فوجوں کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ وہ اپنے بھائی صدیق المہدی کے انتقال کے بعد 1961ء سے اُمّہ پارٹی کے رہنما تھے۔ اُمّہ پارٹی

کے دوسرے رہنما صادق المہدی کو، جو 1966ء اور 1967ء میں سوڈان کے وزیراعظم بھی رہ چکے تھے اور صدیق المہدی کے فرزند تھے، کو جلاوطن کر دیا گیا۔ ملک کے بزرگ رہنما اور تحریک آزادی کے قائد اسماعیل ازہری کو جیل میں ڈال دیا گیا، جہاں پُراسرار حالات میں اُن کا انتقال ہوگیا۔

جعفر محمد نمیری کا دورِ صدارت

سوڈان کے اس سوشلسٹ انقلاب کے بانی، فوج کے ایک افسر جعفر محمد النمیری تھے۔ کرنل نمیری نے 800 فوجیوں کی مدد سے 25 مئی 1969ء کو خون خرابے کے بغیر حکومت پر قبضہ کر لیا، کیونکہ فوج کی بڑی تعداد جنوبی سوڈان میں مصروفِ جنگ تھی۔ اب وہ انقلابی کمانڈ کونسل کے سربراہ کی حیثیت سے ملک کے صدر بن گئے اور جنرل ہوگئے۔

جنرل نمیری نے برسرِاقتدار آنے کے بعد تمام سیاسی جماعتیں توڑ دیں۔ 64 سیاست دانوں اور اعلیٰ فوجی افسروں کو گرفتار کرلیا اور سوڈان کا نام ''ڈیموکریٹک جمہوریہ سوڈان'' رکھا اور سوشلزم کے ذریعے ملک کو ترقی دینے کا عزم کیا۔ نوجوانی میں صدر نمیری مہدیوں سے وابستہ تھے، لیکن اب اُن کے خلاف ہو گئے اور اُن کی تنظیم ''الانصار'' کو توڑنے کے لیے انہوں نے کمیونسٹوں کا سہارا لیا اور اکتوبر 1969ء میں سوڈانی کابینہ میں تین کمیونسٹ وزیر شامل کئے، جن پر ''انصار'' نے مارچ 1970 میں زبردست احتجاجی مظاہرہ کیا۔ اس مظاہرے کو صدر نمیری نے سختی سے کچل دیا اور ایک ہزار انصار مارے گئے، لیکن جنرل نمیری کو جلد ہی اندازہ ہوگیا کہ وہ کمیونسٹوں پر بھروسہ نہیں کر سکتے۔ چنانچہ جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ کمیونسٹ وزیر سرکاری رازوں سے اپنی پارٹی کو مطلع کر دیتے ہیں تو انہوں نے نومبر 1970ء میں اُن وزیروں کو برطرف کر دیا۔ ایک سال بعد 12 فروری 1971ء کو انہوں نے اعلان کیا کہ سوڈان سے کمیونزم کے تمام آثار مٹا دیئے جائیں گے۔ 19 جولائی 1971ء کو روس اور بلغاریہ کی مدد سے سوڈانی فوج کے کمیونسٹ افسروں نے بغاوت کر دی اور انہوں نے صدر نمیری کو گرفتار کر کے میجر ہاشم العطا کی سربراہی میں حکومت قائم کر لی۔ لیکن یہ حکومت تین دن سے زیادہ قائم نہ رہ سکی۔ فوج نے نمیری کا ساتھ دیا اور مصر اور لیبیا سے بھی اُن کو امداد ملی۔ مصر نے نہر سویز کے علاقے میں تعینات سوڈانی فوجی دستوں کو بھی طیاروں کے ذریعے سوڈان پہنچا دیا۔ لیبیا نے سوڈان کے وزیرِ دفاع میجر جنرل خالد حسن عباس کو، جو یوگوسلاویہ میں تھے، سوڈان پہنچا دیا اور انہوں نے 22 جولائی کو صدر نمیری کو قید سے آزاد کرا لیا۔ باغی افسروں کو گولی مار دی گئی اور فوج سے سارے کمیونسٹ نکال دیئے گئے۔

30 ستمبر 1971ء کے ریفرنڈم کے نتیجے میں محمد جعفر نمیری سوڈان کے باضابطہ صدر منتخب ہوگئے۔ اُن کا اہم کارنامہ شمال اور جنوب کے درمیان پُرامن مصالحت کا سمجھوتہ تھا۔ اس سمجھوتے کے نتیجے میں جنوب کے متحدہ سوڈانی قومی محاذ نے بیس سال تک مخالفت کرنے کے بعد خود کو ختم کر لیا۔ اُن کا دوسرا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے سوڈان میں کمیونسٹوں کی طاقت ہمیشہ کے لیے توڑ دی، لیکن دائیں بازو کے اسلام پسند عناصر کی طاقت توڑنے میں وہ ناکام رہے۔ اُن کے سب سے طاقتور حریف الانصار تھے، جن کو لیبیا کے صدر قذافی کی تائید اور مدد حاصل تھی اور جس کے رہنما صادق المہدی کی صدر قذافی سرپرستی کر رہے تھے۔ لیبیا اور انصار کے جلاوطن رضاکاروں کو فوجی تربیت دی جا رہی تھی اور اسلحہ فراہم کیا جا رہا تھا۔ جنوری 1973ء میں اور پھر جولائی 1976ء میں انصار نے صدر نمیری کا تختہ الٹنے کی کوشش بھی کی، لیکن کامیابی نہیں ہوئی اور بغاوت ہر بار کچل دی گئی۔

اسلامی جماعتوں کی طرف جھکاؤ

اس دوران میں سوڈان کی خارجہ پالیسی میں کئی اہم تبدیلیاں ہوئیں۔ 1967ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد سے مصر کی طرح سوڈان نے بھی امریکا سے تعلقات ختم کر لیے تھے، لیکن 1971ء کے بعد یہ دیکھ کر کہ رُوس کی حکومت لیبیا اور حبشہ کی طرف جھک رہی ہے اور رُوسی سوڈانی کمیونسٹوں سے مل کر سازش کر رہے ہیں، صدر نمیری نے 1972ء میں امریکا سے تعلقات بحال کر لیے اور مصر سے جہاں اب صدر سادات برسرِاقتدار تھے، نیز سعودی عرب سے تعلقات کو اور زیادہ مستحکم بنالیا۔ 1977ء میں سوڈان سے رُوسی مشیروں کو نکال دینے کے بعد سوڈان نے اسلحہ بھی امریکا سے حاصل کرنا شروع کر دیا۔ اُسی سال حبشہ میں کمیونسٹ انقلاب آ گیا اور اریٹیریا کی جدوجہدِ آزادی، جس کی پشت پناہی سوڈان کر رہا تھا، خطرے میں پڑ گئی۔ سعودی عرب بھی اریٹیریا کی تحریکِ آزادی میں حُریت پسندوں کی مدد کر رہا تھا اور سوڈان کی مالی مدد بھی کر رہا تھا۔

صدر جعفر نمیری نے محسوس کیا کہ غیر مسلم طاقتوں اور سوشلسٹ عناصر پر اعتماد کرنے کی بجائے انہیں اسلامی عناصر اور جماعتوں پر اعتماد کرنا ہوگا، اس سلسلے میں انہیں اپنے وطن کے اسلامی عناصر کا تعاون حاصل کرنا ضروری ہے

صدر نمیری نے اِن بدلتے ہوئے حالات میں یہ محسوس کرنا شروع کیا کہ غیر مسلم طاقتوں اور سوشلسٹ عناصر پر اعتماد کرنے کی بجائے انہیں اسلامی عناصر اور جماعتوں پر اعتماد کرنا ہو گا اور اِس سلسلے میں اُن کو خود اپنے وطن کے اسلامی عناصر کا تعاون حاصل کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ اُمّہ پارٹی کے قائد صادق المہدی سے تصفیے کی گفتگو شروع کی۔ اسی دوران فروری 1978ء میں سوڈان میں عام انتخابات ہوئے جو نمیری کے برسرِاقتدار آنے کے بعد پہلے انتخابات تھے۔ اِن میں تقریباً نصف نشستوں پر حزبِ اختلاف کے نمائندے کامیاب ہو گئے۔ جنرل نمیری کے لیے اب صادق المہدی سے تصفیہ اور بھی زیادہ ضروری ہو گیا تھا۔ چنانچہ 12 اپریل 1978ء کو قومی متحدہ محاذ کے ارکان نے، جن کی قیادت صادق المہدی کر رہے تھے، نمیری نے ایک معاہدے پر دستخط کر دیئے۔ معاہدے کے تحت محاذ نے وعدہ کیا کہ وہ چھاپہ مار سرگرمیاں بند کر دے گا اور اسلحہ حکومت کے سپرد کر دے گا۔ دوسری طرف حکومت نے انصار اور اخوان سے تعلق رکھنے والے 900 قیدی، جن کی بڑی تعداد طلبہ پر مشتمل تھی، رہا کر دیئے۔ حکومت نے صادق المہدی اور تمام جلاوطن رہنماؤں کو سوڈان واپس آنے کی اجازت دے دی اور وعدہ کیا کہ اُن کو مکمل حقوق اور آزادی حاصل ہوگی۔

اسلامی جماعتوں سے معاہدہ کرنے کے بعد جنرل نمیری نے وسط 1979ء میں سوڈانی سوشلسٹ یونین کے پولیٹکل بیورو کے 27 ارکان میں سے 9 کو نکال دیا۔ نائب صدر ابراہیم کو جو 1970 میں انصار کے قتلِ عام کے ذمہ دار تھے، برطرف کر دیا اور الاخوان المسلمون اور سوڈان کی ایک بااثر مذہبی جماعت ''الختمیہ'' کا تعاون حاصل کیا اور اُن کے تین افراد کو حکومت میں شامل کر کے سوڈانی آئین وقانون کو شریعت کے مطابق بنانے کا کام سپرد کیا اور یہ کام تیز کرنے کے لیے اخوان کے رہنما ڈاکٹر حسن ترابی کو اٹارنی جنرل مقرر کیا۔

ڈاکٹر حسن ترابی سوڈان میں احیائے اسلام کی تحریک کے عظیم قائد ہیں۔ اُن کے حالات آئندہ شمارے میں ملاحظہ کیجیے۔

(جاری ہے۔)

اہم اطلاع

ہفت روزہ ''ندائے خلافت''، لاہور کا

''استقلال پاکستان نمبر''

جو ترتیب و تدوین کے آخری مراحل میں ہے، عنقریب شائع ہو رہا ہے (ان شاء اللہ)

زیرِ ادارت: سید قاسم محمود

اس خصوصی اشاعت میں

حصولِ آزادی سے لے کر 2005ء تک آئین سازی، سیاسی حکومتیں، پے در پے مارشل لاء کا نفاذ، اقتصادیات، خارجہ پالیسی، غرض زندگی کے ہر شعبے میں پاکستان کی کامیابیوں اور ناکامیوں کی تاریخ ------ اور اس کے علاوہ بھی بہت کچھ۔

□ مشتہرین اپنے اشتہارات کے لیے رابطہ کریں، اور ایجنٹ حضرات فوری طور اپنے آرڈرز سے مطلع فرمائیں۔

ہفت روزہ ندائے خلافت، 36-k، ماڈل ٹاؤن، لاہور

فون: 5869501-03 E.mail publications@tanzeem.org

یادوں کی تسبیح

مری صُراحی سے قطرہ قطرہ نئے حوادث ٹپک رہے ہیں میں اپنی تسبیح روز و شب کا شمار کرتا ہوں دانہ دانہ

قاضی عبدالقادر

قدرتی مناظر دیکھنے کا میں شروع سے بہت شوقین رہا ہوں۔ سورج کے طلوع اور غروب کا منظر' چودھویں کے چاند کی فرحت بخش چاندنی' سمندروں کی لہروں کا زیر و بم اور رات کی خاموشی میں ایک دلآویز ترنم اور اسی طرح کے حسین مناظر دیکھنا میری ایک طرح سے ''ہابی'' بن گئے تھے۔ ناظم آباد میں فجر کی نماز کے بعد اپنے ایک دوست عبدالرشید (مرحوم) کے ساتھ منگھوپیر کے پہاڑی سلسلہ کی ایک نزدیکی پہاڑی کے اوپر چڑھ کر طلوع آفتاب کا منظر دیکھتے تھے۔ کبھی کبھی میں گھر سے کوئی چھ سات میل دور بس سے اکیلے گذری جاتا تھا اور وہاں کی پہاڑیوں پر کھڑے ہو کر سمندر میں غروب ہوتے ہوئے سورج کا منظر اور ساتھ ہی آسمان پر شفق کا حسین نظارہ دیکھا کرتا تھا۔ کبھی کبھی چاند کی چودھویں شب کو میں کیماڑی چلا جاتا تھا۔ وہاں پر رات کو جماعتی حلقہ کے چند دوستوں کو لے کر ساحل سمندر پر بریک واٹر لائن پر مٹر گشت کرتے تھے۔ سمندر میں پورے چاند کا عکس' چاروں طرف چاندنی پھیلی ہوئی' سمندر کی لہروں کی اچھل کود اور مدوجزر دل کو بہت بھاتی تھی۔ **1972**ء میں پہلی بار سفینۂ حجاج سے حج کو گیا تھا۔ جہاز کے عرشہ پر نماز فجر کے فوراً بعد میں نے دُور سمندر میں سے سورج کے طلوع ہونے کا جو منظر دیکھا وہ زندگی بھر نہیں بھول سکتا۔ ابھی سورج نے سمندر سے سر نکالا ہی نہیں تھا کہ معلوم ہوتا تھا جیسے مشرق میں سمندر میں ایک آگ سی لگ گئی ہے۔ آگ کے شعلے ہیں جو رنگ بدل بدل کر بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور باہم رقص کناں ہیں۔ یہ منظر میری زندگی کی چند بہترین یادگاروں میں سے تھا۔

کھول آنکھ زمین دیکھ' فلک دیکھ' فضا دیکھ
مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ

خورشید بھائی کے گھر کے قریب گلی میں ایک لائبریری تھی' رباط العلوم۔ یہ دہلی کے ایک فیاض دیندار تاجر نے عارضی طور پر گراؤنڈ فلور پر اپنے فلیٹ کے ایک بڑے کمرہ میں قائم کی ہوئی تھی۔ وہاں کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ تھا۔ بعد میں بہادر آباد میں عالمگیر روڈ پر ایک بڑے پلاٹ پر شاندار عمارت بنوا کر یہ لائبریری اس میں منتقل کر دی جو آج بھی موجود ہے۔ اُس زمانہ میں فلیٹ والی لائبریری کے لائبریرین محمد طاسین صاحب ہوا کرتے تھے۔ میں بھی فارغ اوقات میں اس لائبریری میں جا کر استفادہ کرتا تھا۔ علامہ محمد طاسین صاحب ایک صاحب علم شخصیت اور نہایت ہی نفیس آدمی تھے۔ مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے داماد ہوتے تھے۔ اب مرحوم ہو گئے ہیں' اللہ تعالیٰ غریق رحمت کرے۔ مجھ سے ہمیشہ نہایت ہی شفقت اور محبت سے پیش آتے تھے۔

جن سے مل کر زندگی سے عشق ہو جائے وہ لوگ
آپ نے شاید نہ دیکھے ہوں مگر ایسے بھی ہیں

بعد میں وہ رباط العلوم کو چھوڑ کر ''میری ویدر'' ٹاور کے قریب

جہاز کے عرشہ پر نماز کے بعد میں نے دور سمندر میں سورج کے طلوع ہونے کا جو منظر دیکھا وہ زندگی بھر نہیں بھول سکتا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سمندر کے مشرق میں ایک آگ سی لگ گئی ہے۔ آگ کے شعلے رنگ بدل بدل کر بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور باہم رقص کناں ہیں

''مجلس علمی'' کی ایک بہت بڑی لائبریری کے ناظم بنے۔ لائبریری کے ساتھ ہی ان کی رہائش گاہ تھی۔ محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب سے قلبی تعلق رکھتے تھے۔ میں جب بھی لاہور یا کراچی میں منعقد ہونے والی قرآن کانفرنس میں شرکت کا دعوت نامہ لے کر گیا' موصوف نے فوراً قبول فرما لیا اور ہر کانفرنس کو اپنے علمی مقالہ سے نوازا۔ انہیں دینی علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم پر بھی بہت عبور حاصل تھا۔ وہ تھے ایک بڑی علمی شخصیت اور میں ان کے سامنے ایک بے علم سا شخص۔ لیکن میں جب بھی ان کے پاس جاتا' اتنے تپاک سے ملتے تھے کہ خود مجھے شرم آنے لگتی۔ اندر گھر میں جاتے اور چائے کی ٹرے مع بسکٹ وغیرہ لے کر آ جاتے۔ نہایت ہی محبت سے اپنے ہاتھ سے چائے بنا کر مجھے پلاتے۔ محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے ساتھ بیرونی ممالک میں سفر کی میری روداد' نیز رپورتاژ وغیرہ ماہنامہ ''میثاق'' میں قسط وار شائع ہوتے رہتے تھے۔ ان کی بہت تعریف کرتے اور فرماتے کہ یہ اتنے دلچسپ ہوتے ہیں کہ ''میثاق'' جب بھی آتا ہے تو سب سے پہلے میں اسی کو پڑھتا ہوں۔ حوصلہ افزائی کا یہ بھی ایک نرالا انداز تھا...... اور یہ مرحوم کی دلآویز شخصیت کا ایک پیارا روپ بھی تو تھا...... ورنہ میرے مضامین کی تعریف...... میں تو صحیح طور پر قلم پکڑنا تک نہیں جانتا...... من آنم کہ من دانم......!!! ایسے اچھے لوگ دنیا سے چلے جاتے ہیں مگر اپنی محبت کی یادگاریں چھوڑ جاتے ہیں۔

بجھ رہے ہیں چراغ دیر و حرم
دل جلاؤ کہ روشنی کم ہے

جماعت سے ابتدائی تعارف کے بعد مجھے ایک نوجوان رفیق احمد بھی یاد آ رہا ہے۔ بہت صالح نوجوان تھا۔ تحریکی کاموں میں آگے آگے رہتا تھا۔ انہوں نے جماعتی رسائل وجرائد کی ایجنسی بھی لی ہوئی تھی اور ہمیں سپلائی کرتے تھے۔ جوانی ہی میں ان کا انتقال ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ غریق رحمت کرے۔ میں دیگر رسائل تو انہی سے خریدتا تھا لیکن 1950ء میں جب تحریک سے تعارف حاصل ہوا تو جبھی سے اب تک ''ترجمان القرآن'' کا سالانہ خریدار رہا ہوں...... جون 1950ء تک ''ترجمان القرآن'' کا سالانہ چندہ پانچ روپے اور فی پرچہ آٹھ آنے (اُس وقت کے پچاس پیسے) ہوتا تھا۔ جولائی **1950**ء میں جب میں نے سرکاری نوکری شروع کی' جو میری پہلی ملازمت تھی' تو نہ معلوم ''ترجمان القرآن'' کے منیجر صاحب کو ہماری ملازمت کا کیسے علم ہو گیا کہ انہوں نے جھٹ اسی مہینہ سے رسالہ کا سالانہ چندہ بڑھا کر چھ روپے اور فی پرچہ دس آنے کر دیا۔ ہماری تنخواہ سے والد صاحب ہمیں دس روپے جیب خرچ کو دیتے تھے۔ جس ماہ ہمیں رسالہ کا سالانہ چندہ چھ روپے بھیجنا ہوتا تھا' وہ ہمیں بہت **کھلتا** تھا کہ صرف چار روپے جیب خرچ رہ جاتا تھا۔

جیسا کہ اوپر درج کیا جا چکا ہے' میں اپنے سرکاری دفتر میں تحریکی کام شد و مد سے کرتا رہتا تھا۔ ہماری برانچ میں ایک ساتھی تھے' محمد انیس نام تھا۔ اشتراکیت زدہ ذہن تھا۔ انہوں نے ہمارے ذہن کو اشتراکیت کی طرف موڑنے کی بہت کوشش کی۔ ان کے پاس ترقی پسند مصنفین کی تحریک کے رسالے آتے رہتے تھے۔ پشاور سے ایک رسالہ ''سنگ میل'' شائع ہوتا تھا۔ وہ مجھے پڑھنے کو دیتے تھے' جسے میں پڑھتا تھا۔ اس سلسلہ میں گفتگوئیں بھی کرتے رہتے تھے۔ مائیکل شولوخوف کی روسی زبان میں مشہور ضخیم کتاب کا اردو ترجمہ ''اور ڈان بہتا رہا'' بھی مجھے پڑھنے کو دیا گیا' جس کا بھی میں نے مطالعہ کیا۔ لیکن مولانا مودودی کے لٹریچر کو پڑھ کر ذہن کا جو سانچہ بن گیا تھا وہ کسی اور ''ازم'' کو قبول کرنے پر کسی طرح تیار نہ تھا۔ اسے کھرچا نہ جا سکتا تھا۔ انیس صاحب کو مجھ سے شدید مایوسی ہوئی۔

مت سہل ہمیں جانو' پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردہ سے انساں نکلتے ہیں

میں نے انہیں اپنا لٹریچر پڑھنے کو دیا جو انہوں نے پڑھ کر نہیں دیا...... یہ گویا ان کی شکست تھی!

نہ گل نغمہ ہوں نہ پردۂ ساز
میں ہوں اپنی شکست کی آواز

(جاری ہے)

ڈنمارک کی مصنوعات کے بائیکاٹ کی اپیل

رعنا ہاشم خان

تقریباً تین ماہ قبل ڈنمارک کے ایک کثیر الاشاعت اخبار نے پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کے بارے میں کارٹون سازی کا ایک مقابلہ منعقد کروایا۔ اخبار کو سو سے زائد کارٹون ارسال کیے گئے جن میں سے 12 قلمی تصاویر اخبار میں شائع کی گئیں۔ ان میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ایک عمامہ پہنے ہوئے ہیں جو بموں اور میزائلوں سے بھرا ہوا ہے اور آپ کو نہایت توہین آمیز طریقے سے ایک ذلت والی جگہ پر نماز پڑھتے ہوئے دکھایا گیا۔

وہاں کے اسلامی مراکز کے لوگوں نے اس پر احتجاج کرتے ہوئے اخبار کے ایڈیٹر سے ملنا چاہا تو اس نے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا اور حکومت ڈنمارک نے اخبار کی مکمل حمایت اور اسے تحفظ دینے کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ وہاں کے مسلمانوں نے تمام دنیا کے مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اس گستاخانہ ظالمانہ اور جاہلانہ حرکت پر ڈنمارک کی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کریں اور خبیث دشمن پر اقتصادی دباؤ ڈالیں۔

اس توہین رسالت کو کوئی مسلمان ٹھنڈے پیٹوں برداشت نہیں کر سکتا' اس لیے کہ کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ اللہ کے رسول ﷺ اس کو اپنی جان' اولاد' ماں باپ اور ساری دنیا سے بڑھ کر محبوب نہ ہوں۔ اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو' اللہ سے ڈرو' اللہ سے ڈرو۔ اور ڈنمارک کی مصنوعات کا کلی بائیکاٹ کر کے اپنی دینی حمیت اور نبیؐ سے اپنی محبت کا اظہار کرو۔ دینی بہنو اور بھائیو! یہ سوچئے اگر آپ یہ سب جان لینے کے بعد کچھ نہ کریں گے تو آپ روز قیامت جب نبی کریم ﷺ سے حوض کوثر پر ملاقات کریں گے تو رسول اللہ ﷺ کو کیا جواب دیں گے۔

ڈنمارک کی مصنوعات

مکھن اور دودھ کی مصنوعات وغیرہ

1۔ لورپاک مکھن

2۔ تین گائے والا جینہ

3۔ ڈنمارکی سفید جینہ

4۔ جینہ موزاریلا

5۔ جینہ بوک

6۔ اجبان Vita السعودیہ

مشروبات

1۔ ماجیسٹک مشروب

2۔ السعودیہ کمپنی کے تمام مشروبات

3۔ السعودیہ کمپنی کے تمام جوس

4۔ جوس ویویر

5۔ السعودیہ کمپنی کے تمام قسم کے منرل واٹر

6۔ حلیب نیڈو Nido

7۔ حلیب اینکر

8۔ سنٹوپ جوس

9۔ حلیب السعودیہ

10۔ حلیب DANO (دانو)

11۔ ماجیسٹک سوڈا واٹر

کھانے کی اشیاء:

1۔ تجارتی مارکہ کریسپی والی اشیاء

2۔ معجون طماطم السعودیہ

3۔ کریسپی' آلو کی چپس' مونگ پھلی

آئس کریمیں

1۔ موو مپیک

2۔ پریمو السعودیہ

3۔ دمور

4۔ دیوفو

5۔ مووی نیک

6۔ بابو آئس کریم

میک اپ کا سامان

HAZA کریم' صابن' سپرے' شیمپو۔

2۔ ZATA بالوں کو لگانے والی جیل

3۔ (شاذاد) سرخی لپ اسٹک جیلی

کمپنیاں

ڈنمارک کے بنے ہوئے تھرموسٹیٹ

1۔ اے سی اور ریفریجریٹر میں استعمال ہونے والے تھرموسٹیٹ

2۔ ریفریجریٹر کے کمپریسرز

3۔ کنٹریکٹرز

4۔ Relays

5۔ Charging boards

ڈنمارکی حصص والی کمپنیاں

1۔ KDD کویتی ڈنمارکی کمپنی جو جوس' معجون ٹماٹر' روغن زیتون' ملائی اور دودھ وغیرہ بناتی ہے۔

2۔ سدا فلو کمپنی' السعودیہ کی تمام مصنوعات ڈنمارکی دودھ اور اس کے متعلقات اور جوسز وغیرہ کی بنیاد پر قائم ہیں۔

3۔ صوفی ڈی فرانس کمپنی جو ڈبل روٹیاں' فطائر اور مربہ جات وغیرہ بناتی ہے۔

4۔ بیزون کمپنی میک اپ وغیرہ کا سامان بنانے والی ڈنمارکی کمپنی ہے۔

5۔ شرکہ کیرولین

6۔ Donfoss کمپنی

نوٹ: آپ سے التماس ہے کہ اس اہم پیغام کو بذریعہ فوٹو کاپی اپنے جاننے والے مزید احباب تک پہنچائیں اور پبلک مقامات پر بھی آویزاں کریں۔

قوت اور مذہب کا تصادم

مسلماں کو مسلماں کر دیا تہذیب حاضر نے

حافظ سجاد ستی

''جن چیزوں نے انسانی فکر کو متاثر کیا وہ دو تھیں' قوت اور مذہب۔ قوت کا اثر محدود تھا' مذہب کی تاثیر لامحدود۔ قوت کے ذریعے انسان کے جسم پر تسلط حاصل کیا جا سکتا تھا لیکن اقلیم دل کی فتح ناممکن تھی۔ مذہب کی حکمرانی انسان کے ان بنیادی جذبات پر تھی جہاں اس کی فکر و نظر کے سانچے ڈھلتے تھے اور جہاں اس کی شخصیت تعمیر ہوتی تھی۔''

''کسی قوم یا شخص کی روح تاریخ تک پہنچنا ہو تو اس کے معتقدات مذہبی کی تحقیق کرنی چاہیے۔''

اوپر کے دونوں اقوال مغرب کے قلم کاروں برتھولٹ اور کارلائل کے ہیں جن میں انہوں نے قوت اور مذہب کے اثرات کا جائزہ لیا ہے اور تسلیم کیا ہے کہ قوت کا رول عارضی رہا ہے۔ قوت نے سلطنتیں فتح کیں' ممالک کو زیر کیا' پہاڑوں کو سر کیا' سمندروں کو چیر ڈالا' زمین کے سینے میں دھنس گئی' ہواؤں کا رخ پھیرا' حریفوں کو چت کیا' ملک و قوم کا نقشہ بدل ڈالا مگر اس کے نقوش دیرپا ثابت نہ ہو سکے۔ وہ انسانی فکر' انسانی روح اور انسانی ضمیر کو بدلنے پر کبھی قادر نہ ہو سکی۔ طاقت کا شیرازہ بکھرتے ہی سب کچھ ہوا ہوا۔ تاریخ اس کے مقابلے میں مذہب کی پشت پناہ قوت رہی یا نہ رہی مگر اقلیم دل کو فتح کرنے میں صرف مذہب ہی کامیاب ہوا۔ جن اعمال' روایات اور تہواروں میں مذہب نے رنگ بھرا وہ انسانی زندگی کا معمول بن گئے۔ اس کے لیے کسی تعزیز' جرمانے اور قانون کو حرکت میں لانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ مثلاً ماہ صیام کے آتے ہی مسلمان سحری و افطاری کے ضابطے پورے کرتے ہیں اور عیدین کے خوشیوں کے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں۔ مذہب ماں کے دودھ کی دھاروں کی طرح انسانی خون میں منتقل ہوتا چلا جاتا ہے۔ انسانی ضمیر کو بیدار کرنے اور روح کو بالیدگی دینے کے لیے مذہب سے زیادہ کوئی مؤثر عامل نہیں۔

مغرب چونکہ طاقت کے گھوڑے پر سوار ہے اس لیے وہ طاقت سے دنیا کو فتح کرنے کی مہم پر نکل کھڑا ہوا' اس نے سلطنتوں کو زیر و زبر کر ڈالا' کوہ و دمن روند ڈالے' ایٹم پر قدرت حاصل کر لی' سمندر کی تہیں کھنگال ڈالیں' زمین کا سینہ شق کر کے اس کی دولت سمیٹ ڈالی' خلاؤں کو مسخر کر لیا' فضاؤں پہ قدرت حاصل کر لی' عسکری قوت سے غاروں کو ادھیڑ ڈالا' سیاست' سیاحت' معیشت' ضمیر و روح پر بھی غلبہ حاصل کرنے کی ٹھانی۔ گاجر بھی دی اور لاٹھی بھی دکھائی' غارت گری بھی کی اور تذلیل بھی' نظام بھی بدلا اور نصاب بھی' تہذیب کا سبق دیا' روشن خیالی کی ہوائیں اور دہشت گردی کے جھکڑ چلائے تاکہ مذہب کو زیر کر سکے۔ وہ اپنے زعم میں اس میں دھیرے دھیرے کامیاب ہو رہا تھا' اس نے توہین قرآن کے ذریعے اپنی کامیابی کے گراف کا جائزہ لیا' اس کے بعد آخری وار کی تیاری کی۔ ڈنمارک سے اس حملے کا آغاز ہوا جب کرے بلوٹکن نے 2005ء کے آغاز میں نبی اکرم ﷺ پر ایک کتابچہ لکھا۔ اس نے کتاب میں کچھ خاکے شامل کرنے کے لیے ڈنمارک کے آرٹسٹوں سے رابطہ کیا مگر انہوں نے انکار کر دیا اور اس کا جواز پیش کرتے ہوئے کہا کہ مسلمان اسے گستاخی سمجھتے اور ایسے گستاخوں کو قتل کر دیتے ہیں۔ بلوٹکن اور ''جیلنڈز پوسٹن'' کے ایڈیٹر نے مشترکہ طور پر 40 آرٹسٹوں کو خاکوں کے لیے کہا مگر اکثر نے انکار کر دیا۔ عام

> **توہین رسالتؐ پر مبنی کارٹونوں کی اشاعت یہودیوں کی کارستانی ہے۔ یہ سازش 5 مئی 2005ء کو بوریا (جرمنی) میں ہونے والی بلڈر برگر آرگنائزیشن کی کانفرنس میں تیار ہوئی**

حالات ہوتے تو شاید خاموشی اختیار کر لی جاتی مگر اس کے پیچھے ایک پورا منصوبہ کام کر رہا تھا کیونکہ 5 مئی 2005ء کو جرمنی کی ریاست بوریا میں بلڈر برگ آرگنائزیشن کی ایک کانفرنس ہوئی جس میں توہین رسالت کے اقدام کا فیصلہ ہوا۔ بلڈر گروپ کا ''لوگو'' خطرے کے اس نشان والی کھوپڑی اور ہڈیوں پر مشتمل ہے۔ خطرے کے اس نشان کے نیچے ایک ہاتھ گلوب کو اپنی ہتھیلی پر گھماتا نظر آتا ہے' گلوب پر دنیا کا نصف حصہ تاریک اور نصف روشن ہے جس سے غالباً یہ پیغام دینا مقصود ہے کہ روشنی مغرب کے پاس ہے اور تاریکی کا مرکز عالم اسلام ہے۔

بلڈر گروپ کی کانفرنس جنوبی جرمنی میں میونخ سے 60 کلومیٹر دور ''ڈورنٹ سوفیٹل ہوٹل'' میں منعقد ہوئی۔ اس اجلاس میں جو لوگ شامل ہوئے ان میں ہنری کسنجر (سابق امریکی وزیر خارجہ) اور ورلڈ بینک کے نومنتخب صدر پال وولفوز' نیٹو کے سیکرٹری جنرل جاب ہوپ شیفر' ورلڈ بینک کے سابق صدر جیمز وولفین' ڈاکٹر اسٹینلے فشر (گورنر بنک آف اسرائیل) بلجیم کے پرنس فلپس' شیل گروپ آف کمپنیز کے صدر جیروں ویندر' آرتھر ڈبلیو ایچ' ڈاکٹر وان لین' جارڈن جونیئر (1991ء میں کلنٹن کو اس تنظیم میں لایا) جاکو لیلکا (فیٹ کمپنی) کا یہودی بینکار ڈیوڈ راک فیلر' بلڈر برگ کے اعزازی چیئرمین ریتی ڈیویگنن' ڈنمارک کی مشہور شخصیت اینڈر ایلڈرپ چیئرمین ڈینش آئل اینڈ نیچرل گیس (میریٹے ایلڈرپ کا شوہر ہے جو ڈنمارک کے اخبار جیلنڈز پوسٹن کی منیجنگ ڈائریکٹر ہے جس نے توہین آمیز خاکے شائع کیے) روتھس چائلڈ خاندان کے افراد' مائیکل لیڈین' رچرڈ پرلے اور ولیم کتی جیسے فاشسٹوں سمیت ہالینڈ' بلجیم' اسپین کی اشرافیہ' دیگر ممالک کے ٹاپ بیوروکریٹس اور نیٹو کی اعلیٰ شخصیات شریک ہوئیں' اسی طرح برطانیہ کے ایم پی کنتھ کلارک بھی موجود تھے۔ اس کے ارکان کو CIA MI 6' موساد اور جرمنی کی سیکرٹ اور اسپیشل فورسز تحفظ فراہم کرتی ہیں۔

بلڈر برگ گروپ کی تشکیل جنگ عظیم دوم کے بعد ہوئی۔ اس کے بانیوں میں برطانوی پرنس فلپ اور ہالینڈ کے پرنس برنارڈ کا نام آتا ہے۔ یہ گروپ دنیا کے بڑے مالیاتی ممالک اور کمپنیز کی نمائندگی کرتا ہے اور اسٹریٹیجک معاملات پر مشترکہ لائحہ عمل اختیار کرتا ہے۔ مثلاً 1973ء میں مشرق وسطیٰ کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد تیل کی سپلائی منقطع ہونے کے بعد پیدا ہونے والی صورتحال سے نمٹنے کے لیے سویڈن میں ''سالس جوباؤن'' کے مقام پر بلڈر برگز کا اجلاس ہوا اور معروضی حالات کے مطابق پالیسی مرتب کی گئی۔

5 مئی 2005ء کے اجلاس کے متعلق ویبسٹر گریفین (Webstergriffin) نے اپنے مضمون میں لکھا ہے: ''اس بات کے ناقابل تردید شواہد موجود ہیں کہ کارٹونز کے ذریعے اشتعال پھیلانے کا منصوبہ اس اجلاس میں بنایا گیا جس کے ذریعے ہنگٹن کے تہذیبوں کے تصادم کے نظریے کو ایک حقیقت ثابت کرنے کی راہ ہموار ہو گئی ہے۔ دوسری طرف یورپ ایران کے خلاف جنگ کی حمایت کے لیے پہلے کی نسبت زیادہ بہتر پوزیشن میں آ گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی شام' ایران اور لبنان میں ڈنمارک کے سفارت خانے جلائے جا چکے ہیں۔ سی آئی اے' ایم آئی سکس اور موساد کے ایجنٹوں نے سفارتخانے جلا کر تہذیبوں کے تصادم کو طے شدہ امر کے طور پر یورپی عوام کے سامنے پیش کیا ہے۔''

ویبسٹر گریفین کے مضمون کے مندرجات کو جھٹلانا اس لیے آسان نہیں کہ جیلنڈز پوسٹن نے ستمبر 2005ء میں یہ خاکے شائع کیے جس پر احتجاج ہوا مگر ڈینش وزیر اعظم نے ''آزادیٔ صحافت'' کا نام لے کر گیارہ مسلم ممالک کے سفراء سے ملاقات کرنے اور احتجاج کرنے والوں کا نقطہ نظر سننے سے انکار کر دیا۔ معاملہ وقتی طور پر دب گیا تو مغرب نے اگلا قدم اٹھایا' جنوری کی دس تاریخ کو ناروے کے جریدے ''میگزینیٹ'' نے یہ خاکے شائع

کئے' پھر 11 جنوری کو ناروے کے ایک اور اخبار ''واگ بلادت'' نے انٹرنیٹ ایڈیشن میں شائع کر کے اپنے خبث باطن کا مظاہرہ کیا' مسلمانوں نے احتجاج شروع کیا' جیسے جیسے احتجاج نے شدت اختیار کی یورپ کے دوسرے اخبارات نے آزادیٔ اظہار کے نام پر یکے بعد دیگرے یہ خاکے شائع کیے۔ فرانس' جرمنی' اٹلی' اسپین اور دوسرے ممالک کے اخبارات نے صرف خاکے ہی شائع نہیں کیے بلکہ ڈنمارک کے ساتھ اظہار یکجہتی بھی کیا۔ ویٹی کن نے بھی ابتداء میں خاموشی اختیار کیے رکھی' برطانیہ اور امریکا سمیت تمام ممالک کے سربراہوں نے ڈنمارک کو آشیرباد دی۔

یہ سارا منظرنامہ واضح کر رہا ہے کہ ''توہین رسالت'' نہ محض اتفاق ہے اور نہ ہی بے وقوفی بلکہ یہ ایک سوچا سمجھا منصوبہ ہے جس کے ذریعے مسلمانوں سے آخری مورچہ چھینا جا رہا ہے۔ مغرب کی یہ چال اسی پر الٹ رہی ہے یا اس کے منصوبے کے مطابق آگے بڑھ گئی ہے' اس کا فیصلہ آنے والا وقت کرے گا مگر ایک چیز مغرب کے سامنے ضرور آ گئی ہے کہ طاقت سے مذہب کو ختم کرنا ممکن نہیں کیونکہ اگر مغرب نے یہ سوچ لیا ہے کہ مسلم قوم مذہب کے حصار سے باہر ہو کر راکھ کا ڈھیر بن چکی ہے تو یہ اس کی بھول ہے۔ توہین رسالت پر عام مسلمانوں کے ردعمل نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ اس شدت کے ساتھ مذہب سے وابستہ ہیں کہ عام مستقل معنوں میں مذہبی قوتیں بھی شاید اتنی شدت کی پابند نہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ طاقت سانچے نہیں بدل سکتی' مذہب سانچے بدل سکتا ہے۔ اسلام کو اللہ نے قوت اور مذہب دونوں سے مالا مال کر رکھا ہے۔ مغرب نے ریاست سے مذہب کو الگ کر کے دیکھ لیا مگر وہ اب تک اس سے پیچھا نہیں چھڑا سکا' باوجود جمہوریت کے راگ الاپنے کے ''نیوکونز'' اس پر غالب آتے جا رہے ہیں۔ امریکا کے گزشتہ صدارتی انتخاب میں ''مذہبی قوت'' ہی بش کی کامیابی کا ایک بہت بڑا فیکٹر تھا۔ یورپ بھی سیکولر ہونے کے تمام دعوؤں کے باوجود اسلام اور مسلمانوں کو دبانے' کچلنے اور فنا کر دینے کے ہدف پر ایوانجیلیکل چرچ کے (مذہبی) پیروکاروں کے شانہ بشانہ کھڑا ہے' جس کا سرکاری موقف یہ ہے کہ اسلام معاذ اللہ ایک خود ساختہ دین ہے اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول نہیں ہیں۔ جب مغرب سیکولر نہیں رہا تو مسلمان کیسے مذہب کو چھوڑ سکتا ہے؟ اسی لیے جس شدت کا حملہ ہوا ہے اسی شدت کا ردعمل بھی ہو رہا ہے۔ مذہب کی قوت سے لامذہبیت کے باوجود اگر مغرب جان نہیں چھڑا سکا تو وہ مسلمانوں سے کیسے یہ آس لگائے بیٹھا ہے کہ وہ مذہب کو خیرباد کہہ دیں گے؟ یہی وجہ ہے کہ اختر شیرانی (1905-1948ء) جیسے رومانوی اور بلانوش شاعر سے جب کہ وہ دو بوتلیں چڑھا چکا تھا ایک کمیونسٹ نوجوان نے یہ سوال کیا کہ ''آپ کا حضرت محمد ﷺ کے بارے میں کیا خیال ہے؟'' تو ایک برق نے شیرانی کے تن بدن میں آگ لگا دی۔ بلوری گلاس اس کے سر پر دے مارا کہ ''بدبخت! ایک سیاہ رو فاسق اور عاصی سے کیا کہلوانا چاہتا ہے؟'' غصے سے بدن کانپنے لگا۔ روتے روتے گھگی بندھ گئی' ''ایسی حالت میں تمہیں یہ نام لینے کی جرأت کیسے ہوئی؟ گستاخ' بے ادب' باخدا دیوانہ باش با محمد ہوشیار' اس

(باقی صفحہ 18 پر)

امیر تنظیم اسلامی کا دورۂ کراچی

رپورٹ: محمد سمیع

امیر تنظیم اسلامی 26 جنوری 2005ء کو کراچی تشریف لائے۔ ان کا پہلا پروگرام تنظیم اسلامی کراچی شمالی میں ان احباب کے ساتھ ایک خصوصی نشست تھی جن کے ساتھ مقامی تنظیم کے رابطے ہیں۔ یہ نشست بعد نماز عشاء مقامی تنظیم کے رفیق ڈاکٹر سعید الزماں صاحب کی قیام گاہ جو ان کے اپنے ہسپتال میڈی کمپلیکس کی بالائی منزل پر واقع ہے' منعقد ہوئی۔ سب سے پہلے امیر محترم نے اپنے ایک مختصر خطاب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الصف میں مومنوں کو دردناک عذاب سے چھٹکارہ کے لیے ایک ڈیل کی پیشکش کی ہے جس کے مطابق ایک مومن کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر پختہ ایمان رکھنا اور اس کی راہ میں جان و مال کے ساتھ جہاد کرنا ہے۔ بلکہ سورۃ التوبہ کی آیت کے مطابق کلمہ پڑھتے ہی اللہ تعالیٰ کی یہ ڈیل بندۂ مومن کے ساتھ طے ہو جاتی ہے۔ اللہ کی راہ میں مال و جان کے ساتھ جہاد کا مقصد ہوس ملک گیری نہیں' اللہ تعالیٰ کے دیے گئے عادلانہ نظام کو دنیا میں قائم کرنے کی جدوجہد ہے' تاکہ دین کل کا کل اللہ کے لیے ہو جائے۔ ہم نے اس کے بجائے کہ وطن عزیز میں اللہ کے کلمے کو سر بلند کرتے' امریکہ کا ساتھ دیا اور افغان بھائیوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے اور طالبان کی اسلامی حکومت کے خاتمے کا سبب بنے۔ لہٰذا ہم اللہ کے عذاب کا شکار ہیں جس کی تازہ صورت امریکہ کا باجوڑ ایجنسی میں میزائل حملہ ہے۔ ہمارے حکمران اپنے آپ کو پکا اور سچا مسلمان قرار دیتے ہیں لیکن موجودہ حکمرانوں نے اللہ تعالیٰ سے بغاوت کا جو راستہ اختیار کر رکھا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ ماضی میں ہمارے حکمرانوں میں سے کسی نے اسلامی سزاؤں کو وحشیانہ قرار دیا تو کسی نے سود کے بارے میں فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کر کے سودی نظام معیشت کو جاری رکھنے کا اہتمام کیا' حالانکہ قرآن کے مطابق سودی لین دین کرنے والوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی جانب سے اعلان جنگ ہے۔ اگر ہم نے اللہ سے سرکشی کے اپنے رویے کو تبدیل نہیں کیا' اپنی زندگیوں کو اسلامی تعلیمات کے سانچے میں نہ ڈھالا اور اسلامی نظام عدل اجتماعی کی جدوجہد میں اپنے جان و مال کو نہ کھپایا تو شدید اندیشہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کے یہ سلسلے جاری رہیں گے۔

اس کے بعد سوال و جواب کا سیشن ہوا۔ سب سے پہلے بانی محترم کی صحت کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے امیر محترم نے ان کی موجودہ کیفیت بیان فرمائی اور حاضرین سے ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لیے دعا کرتے رہنے کی درخواست کی۔ اقامت دین کی فرضیت' خلافت راشدہ' ائمہ اربعہ کے دور میں بیعت کے نظام' تنظیم کا مقام اور اس کے مستقبل' اقامت دین اور انتخابی سیاست' دینی جماعتوں کے ساتھ تنظیم اسلامی کے اتحاد کی کوششوں' میڈیا میں فحاشی کے فروغ اور اس ضمن میں تنظیم اسلامی کے کردار کے بارے میں سوالوں کے جواب امیر محترم نے بہت اعتماد کے ساتھ مرحمت فرمائے۔ اس نشست سے قبل امیر محترم نے انجینئر نوید احمد اور عبدالرزاق کوڈواوی کے ساتھ انفرادی ملاقاتوں میں تنظیمی اور دیگر امور پر گفتگو فرمائی۔

27 جنوری کو امیر محترم نے مسجد جامع القرآن' قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں خطاب جمعہ ارشاد فرمایا۔ بعد نماز عشاء قرآن اکیڈمی' یاسین آباد میں تنظیم اسلامی کراچی وسطی کے رفقاء کے ساتھ ان کی ایک خصوصی نشست منعقد ہوئی۔ مقامی تنظیم کے امیر سید اشفاق حسین صاحب نے پہلے تنظیم کا بعدازاں رفقاء نے باری باری اپنا تعارف پیش کیا۔ اس کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ امیر محترم نے سوالوں کے جوابات دیتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے متحدہ مجلس عمل کے قائدین سے ملاقاتیں کیں اور انہیں شریعت کے نفاذ کی جدوجہد پر اپنی توجہ کو مرکوز کرنے کی گزارش کی۔ ان قائدین میں مجلس عمل کے صدر قاضی حسین احمد' جنرل سیکرٹری مولانا فضل الرحمن اور سابق صدر مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم بھی شامل تھے۔ علماء سے ملاقاتوں کے ضمن میں انہوں نے مولانا طارق جمیل' جامعہ اشرفیہ اور جامعہ نعیمیہ کے اکابرین' مولانا سید رشید میاں اور مولانا تقی عثمانی صاحب سے ملاقاتوں کا تذکرہ فرمایا۔

انہوں نے فرمایا کہ جن مبتدی رفقاء نے کافی عرصہ قبل تربیت گاہ میں شرکت کی تھی اور اب تک ملتزم رفیق نہیں بنے انہیں چاہیے کہ فکر کو تازہ کرنے کے لیے آئندہ ماہ کراچی میں ہونے والی تربیت گاہ میں شرکت کریں۔ ان تربیت گاہوں میں فکری تربیت کا اہتمام ہوتا ہے البتہ تزکیہ کا اصل مقام اسرہ کے اجتماعات ہیں۔ مزید برآں' دعوت کے عمل کے دوران تزکیہ میں اضافہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اسرے کے اجتماعات کو مستحکم کیا جائے اور انفرادی دعوتوں پر زور دیا جائے۔ رفقاء کے درمیان اخوت و محبت کے لیے ضروری ہے کہ ان میں آپس میں غیر رسمی ملاقاتیں جاری رہیں۔

28 جنوری کو امیر محترم نے قرآن اکیڈمی' یاسین آباد میں حلقہ خواتین سے خطاب کیا۔ بعدازاں' وہ دفتر حلقہ تشریف لائے اور کراچی کے معروف عالم دین مولانا حسام اللہ شریفی صاحب اور چند رفقاء سے انفرادی ملاقاتوں میں دینی اور تنظیمی امور پر گفتگو فرمائی۔ بعد نماز عشاء کراچی کے تمام رفقاء کے ساتھ ایک خصوصی نشست ہوئی۔ سابقہ توسیعی مجلس مشاورت میں دو رفقاء کی جانب سے کچھ باتیں بیان کی گئی تھیں جن کے نتیجے میں رفقاء کے ذہنوں میں الجھنیں پیدا ہوگئی تھیں' ان کے بارے میں امیر محترم نے گفتگو فرمائی۔

سبزہ زار سکیم میں حلقہ لاہور ڈویژن کا سہ روزہ دعوتی وتربیتی پروگرام

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور ڈویژن کا نئے مرکز حلقہ جامع مسجد باب محمد سبزہ زار سکیم لاہور میں سہ روزہ دعوتی وتربیتی پروگرام 20 تا 22 جنوری 2006ء منعقد ہوا۔

20 جنوری:

بعد نماز عشاء امیر تنظیم اسلامی علامہ اقبال ٹاؤن محمد جہانگیر نے اپنی گفتگو سے پروگرام کا آغاز فرمایا۔ محمد بن عبدالرشید رحمانی نے پروگرام کے اغراض مقاصد اور ضرورت کے موضوع پر بیان کیا۔
سید فاروق احمد گیلانی نے نظم جماعت کی اہمیت پر موثر گفتگو فرمائی۔ حافظ مشتاق ربانی نے سورۃ عبس کی منتخب آیات کا درس دیا۔ نائب ناظم دعوت محمد اشرف وصی نے اپنی مخصوص فکری تربیتی نشست کا آغاز فرمایا' جس کو تین دن میں سلسلہ وار مکمل کیا۔ پہلی نشست نو بجے تا ساڑھے گیارہ رہی۔ ناظم مرکزی شعبہ دعوت چوہدری رحمت اللہ بٹر صاحب نے ''عبادت رب'' پر ایمان افروز خطاب جمعہ فرمایا۔ بعد نماز عصر جناب اشرف وصی نے مغرب تک اپنی تربیتی نشست کو جاری رکھا۔ بعد از عصر راقم الحروف نے دو رفقاء کے ساتھ دعوتی گشت کیا۔ بعد نماز مغرب جناب بٹر صاحب نے ''اہل ایمان سے رب العالمین کا مطالبہ'' کے موضوع پر فکر انگیز بیان فرمایا' جو اذان عشاء تک جاری رہا۔ بعد نمازِ عشاء وصی صاحب نے سوال وجواب کے حوالہ سے مذاکرہ کرایا۔

21 جنوری:

حافظ مشتاق ربانی نے بعد نماز فجر فکر آخرت کے موضوع پر درس دیا۔ سوا نو بجے وصی صاحب نے اپنی فکری نشست کا آغاز فرمایا: جو ایک بجے تک جاری رہی۔ آخری لمحات میں امیر حلقہ لاہور ڈویژن ڈاکٹر غلام مرتضیٰ تشریف لائے۔ انہوں نے بھی اپنے مخصوص انداز سے' فکر وعمل پر نہایت مدلل الفاظ میں ایمان کو تازہ فرمایا۔ موضوع تھا ''رفیق کے رابطہ کی اہمیت اور ضرورت''۔ بعد نماز عصر رفقاء کے سات پانچ کے گروپوں نے محلّہ میں دعوتی گشت کیا۔ اور مغرب کے بعد کے پروگرام میں شمولیت کی دعوت دی۔ بعد نماز مغرب جناب بٹر صاحب نے سورۃ الحدید کی آیات کے حوالہ سے فرائض دینی کے جامع تصور پر خطاب فرمایا۔ بعد نماز عشاء وصی صاحب نے سوال وجواب کے ساتھ فکر تنظیم کو نکھارا۔ ایک ساتھی نے تنظیم میں شمولیت اختیار کی۔

22 جنوری:

بعد نماز فجر راقم الحروف نے فکر رسول ﷺ اور جہد رسول ﷺ کے ساتھ دعا کی فضیلت اور اہمیت کے حوالہ سے مختصر بیان کیا۔
سوا نو بجے پروصی صاحب نے اپنی تربیتی فکری نشست کا آغاز فرمایا' جو ایک بجے تک جاری رہی۔ بعد نماز عصر وصی صاحب نے سوال وجواب میں تربیتی نشست کو موثر انداز سے سمیٹا۔ بعد نماز مغرب اختتامی پروگرام میں راقم الحروف نے فرائض دینی کے جامع تصور کا اعادہ کروایا۔

(مرتب: محمد بن عبدالرشید رحمانی)

مبتدی وملتزم تربیت گاہ (کراچی)

مبتدی وملتزم رفقاء کے لیے تربیت گاہ 4 تا 9 فروری قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں منعقد ہوئی۔ تربیت گاہ میں 22 ملتزم' 60 مبتدی رفقاء اور 22 احباب نے شرکت کی۔

تربیت گاہ کا آغاز رفقاء کے تعارف سے ہوا۔ بعد ازاں مبتدی اور ملتزم رفقاء کے لیے الگ الگ کلاسوں کا اہتمام کیا گیا۔ ملتزم رفقاء کو فرائض دینی کا جامع تصور' دعوت دین اور اس کا طریقہ کار' منہج انقلاب نبوی اور جہاد فی سبیل اللہ کے موضوع پر درس دیے گئے۔ دروس سننے کے بعد ہر ملتزم رفیق نے ان دروس کی تیاری کر کے خود بھی درس دیے۔

7 فروری کو حلقہ سندھ کے زیر اہتمام ایک احتجاجی مظاہرہ کا اہتمام کیا گیا۔ مظاہرے کا مقصد ڈنمارک اور ناروے کے اخبارات میں ہونے والی نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کے خلاف احتجاج کرنا تھا۔ مبتدی وملتزم رفقاء نے اس مظاہرے میں شرکت کی۔ ملتزم رفقاء نے بس روڈ کی مساجد میں کارنر میٹنگ کیں اور لوگوں کو درسِ قرآن کے پروگرام میں شرکت کی دعوت دی۔ رات نو بجے مرکزی ناظم تربیت محترم شاہد اسلم صاحب نے شہادت علی الناس کے موضوع پر لوگوں کے سامنے گفتگو کی۔

تربیت گاہ کے دوران 9 اور 10 محرم کو تقریباً تمام رفقاء نے نفلی روزہ رکھ کر سنت کو زندہ کیا۔ آخر میں امیر محترم جناب حافظ عاکف سعید صاحب نے امیر اور مامورین کا آپس میں تعلق اور مزید برآں قرار دادِ تاسیس پیش کی۔ 9 فروری بوقت دس بجے اس تربیت گاہ کا اختتام ہوا۔

(مرتب: ضیاء القمر)

مغربی پریس میں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے خلاف حیدر آباد میں مظاہرہ

امیر حلقہ جناب محمد نسیم الدین نے طے کیا تھا کہ جمعہ 17 فروری کو حیدر آباد اسرے کا ایک تنظیمی دورہ کرنا ہے۔ مشورہ کے بعد یہ طے ہوا کہ اس موقع پر وہاں مغربی پریس کی جانب سے توہین رسالت کے خلاف ایک مظاہرہ منعقد کیا جائے۔ اس مظاہرہ کے لیے 6 عدد بینرز تیار کئے گئے۔ حلقہ کی جانب سے سہ ورقہ کی صوت میں بڑی تعداد میں ہینڈ بل طبع کروایا گیا۔ حیدر آباد اسرے کے لیے مختص 1000 ہینڈ بلز بھی لے لیے گئے۔ اتفاق سے اس دن کراچی میں اس حوالے سے ہڑتال تھی۔ امیر حلقہ سمیت 4 رفقاء جب سہراب گوٹھ پہنچے تو وہاں پتھراؤ ہو رہا تھا۔ ہم نے بجائے سپر ہائی وے کے نیشنل ہائی وے کا راستہ اختیار کیا۔ نیشنل ہائی وے پر گلشن حدید سے ہم دوبارہ سپر ہائی وے پر پہنچے۔ جب حیدر آباد پہنچے تو وہاں اصغر علی عباسی اور عبدالسلام مروت صاحب موجود تھے۔ تقریباً 15 رفقاء واحباب نے اس مظاہرہ میں حصہ لیا جس کا آغاز تقریباً سوا تین بجے پریس کلب کے سامنے ہوا۔ یہ ایک خاموش مظاہرہ تھا۔ کچھ دیر ہم وہاں کھڑے رہے جس کے دوران پریس فوٹوگرافرز مظاہرے کی تصویریں اتارتے رہے۔ اس دوران ہینڈ بلز بھی تقسیم کئے۔ بعد ازاں رفقاء نے حیدر چوک تک مارچ کیا۔ یہ حیدر آباد کا ایک مصروف چوک ہے۔ اس چوک پر ہم نے مظاہرہ اور ہینڈ بلز کی تقسیم کے عمل کو جاری رکھا۔ اس کے بعد ہم لوگ تنظیم کے دفتر واقع مین قاسم آباد پہنچے۔ تقریباً 20 رفقاء واحباب سے امیر حلقہ نے دعوتی اور تنظیمی امور پر گفتگو کی۔ نماز عصر قریب کی مسجد میں ادا کی گئی۔ اس مسجد میں مقامی ملتزم رفیق شفیع محمد لاکھو صاحب کی صاحبزادی کا عقد نکاح تھا۔ خطبۂ نکاح امام مسجد نے پڑھایا' ہم دعا میں شریک ہوئے۔ بعد ازاں' امیر حلقہ کا خطاب تقریباً سوا دس بجے شب تک جاری رہا۔ اس دوران مغرب اور عشاء کی نمازیں دفتر ہی میں ادا کی گئیں۔ تقریباً سوا ایک بجے ہم واپس کراچی پہنچے۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان کاوشوں کو قبول فرمائے اور ہمارے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین!

(محمد سمیع' کراچی)

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر کشمیری (بٹ) فیملی کو بیٹی عمر 25 سال (طالبہ ایل ایل بی پارٹ 3)
☆ بیٹی عمر 22 سال طالبہ ایم اے سوشیالوجی۔ لاہور میں رہائش پذیر دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ گھرانوں سے رشتے درکار ہیں۔ برائے رابطہ: امجد علی' فون: 03-042-5869501

☆ الٹراساؤنڈ کے ذریعے جنس کے بارے میں بتادیا جاتا ہے' کیا یہ غیب دانی ہے؟

☆ کیا حج کی غرض سے کمیٹی ڈالی جاسکتی ہے؟

☆ کسی کمپنی کے شیئرز کی خرید وفروخت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

قارئین ندائے خلافت کے سوالات کے قرآن و سنت کی روشنی میں جوابات

س: کاپی رائٹ لاء کے بارے میں شرعی نقطہ نظر کیا ہے؟ (امان الحق)

ج: اس قانون میں شرعی طور پر کوئی قباحت نہیں ہے۔ ایک آدمی محنت کرتا ہے' کوشش کرتا ہے۔ وہ کتابوں کی تصنیف و تالیف کے کام میں لگا رہا ہے۔ تو وہ اپنی کتابوں کی آمدن سے کچھ حاصل کرنا چاہے' تو یہ حرام نہیں ہے۔ لیکن ہمارے بزرگوں کا طرز عمل یہ رہا ہے کہ دین کی خدمت کی نیت سے جو کتاب لکھی جائے' نہ اس کی کوئی کاپی رائٹ ہو' نہ اس کی کوئی رائیلٹی لی جائے۔ اس کے علاوہ کچھ اور لکھا ہے ٹھیک ہے اس کے اوپر آپ اُجرت لے لیں' حقوق محفوظ کرا لیں۔ لیکن دینی معاملات میں جو لوگ اپنی کتابوں کی رائیلٹی وغیرہ لیتے ہیں اور کمائی کا ذریعہ بناتے ہیں' وہ پسندیدہ نہیں ہے' اگرچہ اسے حرام نہیں کہا جاسکتا۔

س: ایک ماہنامہ جریدہ والے تین ہزار 3000 کے عوض تاحیات شمارہ جاری کرتے ہیں۔ کیا ایک خاص مقرر رقم کے عوض یہ معاملہ جائز ہے۔ (محمد عمران سردار)

ج: اِس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ وہ لوگ رسالہ چھاپتے ہیں۔ اور بیچتے ہیں آپ فرض کیجئے ہر سال سالانہ خریداری Renew کروا رہے ہیں۔ اگر یک مشت رقم دے کر تاحیات خریداری حاصل ہوجائے تو کوئی حرام بات نہیں ہے۔

س: حج کی غرض سے کمیٹی ڈالی جاسکتی ہے؟ (امتیاز چوہدری)

ج: جی ہاں! امداد باہمی کے طریقہ والی کمیٹی ڈالی جاسکتی ہے۔ اس میں کوئی سود نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس طرح کمیٹی میں جو رقم جمع ہوتی ہے وہ قرعہ کے ذریعے یا کسی اور ذریعے سے معین کر لیتے ہیں کہ پہلے کس کو رقم ملے گی اور بعد میں کس کو ملے گی۔ اس سے ایک فائدہ ہوتا ہے کہ جمع شدہ رقم کسی ایک آدمی کو مل جاتی ہے۔ وہ اس سے کوئی کاروبار کرسکتا ہے' کوئی ضرورت پوری کرسکتا ہے' حج بھی کرسکتا ہے۔ اس میں کوئی قباحت نہیں۔

س: منافع کے لیے کسی کمپنی کے شیئرز خریدنا اور بیچنا جائز ہے؟

ج: اگر وہ کمپنی جائز کاروبار کر رہی ہے تو کوئی حرج نہیں۔ اگر کمپنی شراب بنارہی ہے تو اس کا حصہ بھی حرام ہے۔ اس کا شیئر خریدنا اور اس کا بیچنا دونوں حرام ہیں۔ جائز کاروبار والی کمپنی ہے تو اس کا حصہ خریدنا اور بیچنا جائز ہے۔ البتہ جو کچھ ہمارے سٹاک ایکسچینج میں ہوتا ہے اس میں جوئے کا پہلو شامل ہے' یہ وہ چیزیں حرام ہیں لیکن بنیادی طور پر شیئرز کا خریدنا اور بیچنا حرام نہیں ہے۔ (محمد قاسم)

س: اللہ کے پاس قیامت کا علم ہے اِسی طرح وہ جانتا ہے کہ رحم مادر میں کیا ہے۔ کیا الٹراساؤنڈ کے ذریعے سے جو جنس بتائی جاتی ہے وہ علم غیب میں داخل ہے؟ (ابن عبداللہ)

ج: جی نہیں' علم غیب میں یہ داخل نہیں ہے۔ آپ نے ایکسرے کر کے پتا کرلیا کہ پھیپھڑے کے اندر زخم ہے' یہ آج تک کسی کو خیال نہیں آیا کہ یہ غیب کا علم کیسے معلوم کرلیا۔ اسی طرح رحم میں کیا ہے یہ اللہ ہی جانتا ہے۔ الٹراساؤنڈ سے صرف نر یا مادہ کا علم حاصل ہوتا ہے یہ کیا پتا کہ وہ حسین ہے یا بدصورت' ذہین ہے یا کند ذہن۔ یہ ساری چیزیں تو اللہ کے علم میں ہیں۔ اس کو تو آج تک جاننے کا کسی کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ جنس کا پتا چل جاتا ہے' اگرچہ اس میں بھی کچھ غلطیاں ہوتی ہیں۔ کیونکہ الٹراساؤنڈ کا نتیجہ بھی سو فیصد صحیح نہیں ہوتا۔

س: ہمارے پاس ایک عیسائی ملازم' کیا ہمیں اس کے لیے برتن اور گلاس وغیرہ علیحدہ کرنے چاہئیں یا نہیں؟ (خاتون)

ج: جہاں تک شرعی مسئلے کا تعلق ہے تو برتن علیحدہ کرنے کی ضرورت نہیں' دھو کر برتن استعمال کئے جاسکتے ہیں لیکن اگر آپ کی طبیعت آمادہ نہیں ہوتی تو آپ ایسے ملازمین کے لیے علیحدہ سے کچھ برتن بھی مخصوص کرسکتی ہیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س: اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ملازمت کرنے پر مجبور کرتا ہے تو شریعت میں اُس کا یہ طرز عمل کیسا ہے۔ (رقیہ بی بی)

ج: گھر کے خرچ کی ذمہ داری اصلاً مرد پر ہے اس لیے شوہر کا بیوی کو ملازمت پر مجبور کرنا زیادتی ہے' لیکن اگر کوئی خاتون اپنی آزاد مرضی سے شوہر سے تعاون کرنے کے لیے ستر وحجاب کی حدود میں رہتے ہوئے کہیں ملازمت کرتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بقیہ: **اداریہ**

اِس علاقہ کی قیادت بھارت کو سونپی جائے گی۔ چین کا محاصرہ بھارت کی قیادت میں کیا جائے گا۔ لہٰذا پاکستان کشمیر یا کسی بھی دوسرے ''نامعقول'' مسئلہ پر بھارت کو ڈسٹرب نہ کرے۔ اسی لیے بش نے ایک انٹرویو میں تحکمانہ انداز میں کہا ہے کہ وہ صدر مشرف سے کشمیر میں ہونے والی دراندازی پر بات کریں گے۔ چنانچہ پاکستان بلا چوں وچرا بھارت کی بالادستی کو قبول کرے' تا کہ چین کو اپنے علاقے ہی میں الجھایا جاسکے اور وہ امریکہ کی معیشت اور اُس کے دفاع کے لیے کوئی مسئلہ کھڑا نہ کرسکے۔ ہماری رائے میں اِن مقاصد کی جلد از جلد تکمیل کے لیے صدر بش پاکستان آرہے ہیں۔ صدر مشرف اگر پاک امریکہ تعلقات کی تاریخ پر نگاہ ڈالیں تو وہ ہماری رائے کی تصدیق کرنے پر مجبور ہوں گے۔ سیکولر سرمایہ دارانہ نظام امریکیوں کے ایمان کا حصہ ہے۔ پھر یہ کہ اِس نظام کے ذریعے انہوں نے دنیا کو اپنے شکنجے میں جکڑ رکھا ہے۔ بھارت ہندو اکثریت کا ملک ہے' جو اپنا کوئی نظریہ یا نظام نہیں رکھتا۔ اُس نے اِسی سیکولر سرمایہ دارانہ نظام کو قبول کررکھا ہے۔ چنانچہ وہ امریکہ کا فطری حلیف ہے' جبکہ ہمارا دین اسلام ایک ایسے نظام کا داعی ہے جو سرمایہ دارانہ ذہنیت پر کاری ضرب لگاتا ہے۔ امریکہ کی اسلام دشمنی کی یہی بنیادی وجہ ہے۔

مشرف اور ہمارا مقتدر طبقہ جتنا چاہیں سیکولر ہونے کا اعلان کریں' عوام میں یا عوام کے ایک بہت بڑے طبقے میں اسلامی نظام کی تڑپ موجود ہے اور یہ بھی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ پاکستان اسلام کے نام پر قائم ہوا اور ایک نظریاتی مملکت کی حیثیت رکھتا ہے۔ اِس پس منظر میں امریکہ اور پاکستان کی دوستی آگ اور پانی کا ملاپ ہے۔ ہم اِس بات کے حق میں تو نہیں ہیں کہ پاکستان امریکہ کو چیلنج کردے اور اُس کے خلاف میدانِ جنگ میں فوری طور پر کود جائے لیکن حکمرانوں سے یہ ضرور عرض کرنا چاہیں گے کہ وہ امریکہ سے معاملات طے کرتے وقت پھونک پھونک کر قدم رکھیں اور خیر کی توقع نہ رکھیں۔ رہی بات ذاتی تعلقات کی تو ہماری گزارش یہ ہے کہ کلنٹن کی نواز شریف سے دوستی بش کی مشرف سے دوستی سے کہیں زیادہ گہری تھی لیکن وہ اُن کے یا پاکستان کے کسی کام نہ آئی۔ آپ کے پاس اپنی نجات اور ملکی بقا واستحکام کا صرف ایک راستہ ہے کہ اسلام کا دامن تھام لیں۔ اللہ کی نصرت وتائید حاصل ہوگئی تو ہم اپنے تمام دشمنوں کو زیر کرسکیں گے۔

کالم ''تفہیم المسائل'' میں سوالات بذریعہ ڈاک یا ای میل ایڈریس media@tanzeem.org پر بھیجے جاسکتے ہیں۔

ملا عمر پاکستان میں

خبر رساں ایجنسی' اے پی نے خبر چلائی ہے کہ افغان صدر حامد کرزئی کے مطابق طالبان کے رہنما ملا عمر پاکستان میں چھپے ہوئے ہیں۔ یاد رہے کہ 2001ء سے ملا عمر کا کچھ اتا پتہ نہیں اور امریکی حکومت نے ان کے سر پر دس ملین ڈالر (ساٹھ کروڑ روپے) کا انعام رکھا ہوا ہے۔

افغان حکومت نے اس امر سے بھی مطلع کیا ہے کہ طالبان اور القاعدہ کے جنگجوؤں نے پاکستان اور افغانستان کے سرحدی علاقوں میں اپنے کیمپ قائم کر رکھے ہیں اور وہ وہاں سے اپنی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ ملا عمر اور اسامہ بن لادن دونوں زندہ ہیں تاہم وہ مسلسل اپنی رہائش گاہیں تبدیل کرتے رہتے ہیں' اسی لیے ان کے ٹھکانے کا پتا چلانا آسان نہیں۔

عراق میں فسادات

پچھلے دنوں سامرہ میں شیعہ اماموں کے مزارات پر بم حملوں کے بعد عراق میں فرقہ ورانہ فسادات شروع ہو گئے جو تا حال جاری ہیں۔ یہ 2003ء میں امریکی قبضے کے بعد عراق میں بدترین فسادات ہیں۔ ایرانی صدر اور کئی ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ بم دھماکے امریکا اور اسرائیل نے کروائے ہیں تاکہ عراق کے لوگوں کو آپس میں لڑوایا جاسکے اور وہ اطمینان سے تیل کی دولت سے مالا مال اس ملک پر قبضہ کرلیں۔

یہ حقیقت ہے کہ ان فرقہ ورانہ فسادات نے عراقی شیعوں اور سنیوں کے مابین موجود اختلافات مزید گہرے کر دیے ہیں۔ سنیوں کو عراقی آئین کی بعض شقوں پر اعتراض ہے جن کی رو سے اقتدار شیعوں کے پاس چلا گیا ہے اور وہ متوازن نہیں رہا۔ عراق عالم اسلام کا ایک اہم ملک اور اسلامی تاریخ میں اہمیت رکھنے والا خطہ ہے۔ ہماری دعا ہے کہ وہاں کے لوگ فروعی اختلافات بھلا کر باہم شیر وشکر ہو جائیں اور پہلے اپنے وطن پر قابض حملہ آوروں کو نکالیں۔

معاہدوں پر نظر ثانی

حماس کے نامزد وزیر اعظم اسماعیل حانیہ نے کہا ہے کہ اسرائیل کے ساتھ سابق ادوار میں ہونے والے تمام معاہدوں پر نظر ثانی ہو گی اور ہم صرف ان معاہدوں پر عمل کریں گے جو فلسطینیوں کے وسیع تر مفاد میں ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے صرف اتنا کہا تھا کہ اسرائیل اپنے معاہدے پر عمل نہیں کرتا' عالمی برادری فلسطینیوں کے حقوق کی بحالی اور آزادی دلانے کے لیے اسرائیل پر دباؤ ڈالے' اسرائیل فلسطینیوں کے بنیادی حقوق کو تسلیم کرے۔ اوسلو معاہدے کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں اسماعیل حانیہ نے کہا کہ اسرائیل نے خود ہی اس کو مکمل طور پر نظر انداز کر رکھا ہے۔ اسرائیل کی جانب سے حماس کے تمام مطالبات تسلیم کیے جانے کی صورت میں اسے تسلیم کرنے کے حوالے سے کیے گئے سوال پر اسماعیل حانیہ نے کہا کہ پھر ہم امن قائم کریں گے۔ اگر اسرائیل ہمیں امن قائم کرنے کا موقع دے اور جارحیت نہ کرے تو ہم اپنے لوگوں کو امن کے حوالے سے قائل کر سکیں گے۔ اسماعیل حانیہ نے کہا کہ ہم نے معاشی خود کفالت کے حوالے سے اپنا جامع پروگرام بنالیا ہے۔ دوسرے مسلم اور عرب ممالک سے ہمارے تعلقات اس بات کا اشارہ کرتے ہیں کہ یہ ممالک ہمیں سپورٹ کریں گے اور تیسرا یہ کہ دنیا کی آزاد اور خود مختار قومیں نہیں چاہیں گی کہ فلسطینی عوام مسائل کا شکار رہیں۔

محمود عباس کا استعفیٰ

فلسطین اتھارٹی کے صدر محمود عباس نے کہا ہے کہ اگر حماس نے انہیں امن کے عمل کو لاگو کرنے سے روکا' تو وہ مستعفی ہو جائیں گے۔ یاد رہے کہ اخباری اطلاعات کے مطابق صدر کی تنظیم الفتح نے حماس کے ساتھ حکومت میں شمولیت کی ہامی بھر لی ہے۔ تاہم یہ آنے والا وقت ہی بتائے گا کہ ان کے درمیان ہم آہنگی جنم لیتی ہے یا نہیں۔

ڈیوڈ ارونگ کو سزا

آسٹریا کی عدالت نے برطانوی مورخ' ڈیوڈ ارونگ کو تین سال قید کی سزا سنائی ہے۔ موصوف کا ''جرم'' یہ ہے کہ وہ دوسری جنگ عظیم کے دوران وقوع پذیر ہونے والے ''یہودی قتل عام'' (ہولوکاسٹ) کو ماننے سے انکاری ہیں۔ یہود کا کہنا ہے کہ جنگ میں نازی جرمنوں نے باقاعدہ ایک منصوبے کے تحت ساٹھ لاکھ یورپی یہودی مار دیے تھے۔ لیکن کئی غیر جانب دار مؤرخین اس امر سے اتفاق نہیں کرتے۔

یہ امر کئی قارئین کے لیے اجنبی ہوگا کہ اکثر یورپی ممالک میں یہودی قتل عام کے خلاف کچھ لکھنا یا بولنا جرم ہے۔ ان میں جرمنی' فرانس' آسٹریا' بلجیم' جمہوریہ چیک' وغیرہ شامل ہیں۔ یہودیوں کے سرپرستوں' امریکا' برطانیہ' کینیڈا' آسٹریلیا' نیوزی لینڈ وغیرہ کی طرف سے ان مؤرخین کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے جو قتل عام کو جھوٹا ثابت کرنے کے لیے تحقیق کرتے ہیں۔

ہمارے نزدیک یہ واقع مغرب کی منافقت بھی نمایاں کرتا ہے اور نام نہاد آزادی رائے کو بھی۔ جب توہین رسالت کا واقعہ پیش آئے تو مغرب کو آزادی رائے خطرے میں نظر آنے لگتی ہے لیکن جب کوئی مشکوک تاریخی واقعے کے متعلق انگلی اٹھائے تو اُسے جیل میں ڈال دیا جاتا ہے۔ یہ واقعہ اس حقیقت کو بھی نمایاں کرتا ہے کہ اب عیسائی دنیا مکمل طور پر صیہونی قبضے میں ہے۔

امریکہ عراق سے فوجیں نکالنے کا ٹائم ٹیبل دے

اٹلی کے وزیر اعظم برلسکونی نے کہا کہ روسی صدر ولادی میر پیوٹن کی حماس کے ساتھ بات چیت کے لیے حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے انہوں نے کہا کہ حماس اور یورپی دنیا کے درمیان رابطے میں ''پیوٹن فیکٹر'' اہم کردار ادا کر سکتا ہے اور اس سے بات چیت کا دروازہ کھل سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکا کو بھی اٹلی کی پیروی میں عراق سے فوجیں واپس بلانے کا ٹائم ٹیبل دے دینا چاہیے انہوں نے کہا کہ وہ سمجھتے ہیں کہ عراقیوں کے لیے مناسب ہے کہ غیر ملکی فوجیں واپس چلی جائیں اور اپنی حفاظت خود کریں۔

امریکیو! انہیں بھی پکڑو!

امریکی اسامہ بن لادن' ملا عمر وغیرہ کو بڑی سرگرمی سے تلاش کر رہے ہیں مگر انہیں سربیا کے چھوٹے سے شہر میں وہ مجرم نظر نہیں آتے جنہوں نے ہزاروں بوسنیائی مسلمانوں کو بے رحمی اور بے دردی سے شہید کر دیا تھا۔ ان مجرموں کے سرغنہ' رودوان کاراڈزک اور جنرل مالڈک اب بھی پر تعیش زندگی گزار رہے ہیں اور سربیا میں دندناتے پھرتے ہیں۔ یہ مغرب کی ظالمانہ منافقت کی ایک اور مثال ہے۔

بقیہ: کالم آف دی ویک

غلیظ سوال پر توبہ کرو' تمہارا خبث باطن سمجھتا ہوں'۔ قہر وغضب کی یہ تصویر دیکھ کر نوجوان کا یہ عالم تھا کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ اسے محفل سے اٹھوا دیا اور پھر خود بھی محفل چھوڑ دی' تمام رات روتا رہا۔ کہنے لگا 'یہ اتنے نڈر ہو گئے ہیں کہ آخری سہارا بھی ہم سے چھین لینا چاہتے ہیں۔ میں گناہ گار ضرور ہوں لیکن یہ مجھے کافر بنا دینا چاہتے ہیں''۔

اختر شیرانی جیسے گناہ گار کے دل میں عشق مصطفیٰ کی جوت کس نے جگائی تھی؟ وہ ایک ہی قوت مذہب ہے جو اقلیم دل پر حکمران ہے۔ گناہ گاری اپنی جگہ مگر کافری کے لیے عاصی سے عاصی مسلمان بھی تیار نہیں۔ مغرب کو حالیہ احتجاج پر حیرت زدہ ہونے کی ضرورت نہیں' طاقت کے مقابلے میں مذہب کھڑا ہے اور مذہب اپنا رنگ دکھا کر رہے گا۔ نظریہ آ رہا ہے کہ۔

مسلماں کو مسلماں کر دیا طوفان مغرب نے

(بشکریہ روزنامہ اسلام)

Iraq. In utter desperation they destroyed Shia's most reverend and historic place of worship in Iraq. The objective is to escalate the ethnic violence in Iraq to an extent that the occupied people totally forget about the occupiers and remain pitted against each other. The warlords in Washington exactly know which button to press and when. They know how to enflame Muslims' passion with publishing cartoons of Prophet Mohammad (pbuh). Their Congressmen (Tom Tancredo) and their analysts know how to threat Muslims with nuking Kaaba in Mecca.[9] Their forces on the ground know how to blow up Shia's shrine to take civil war to its peak.

On the other hand Karzai's masters are planning to bomb Iran back into Stone Age. For that matter, the United States wants to warn Iran of any plans of interference with its occupation of Afghanistan. Karzai is not challenging his neighbors for the sake of Afghanistan. He is not worried about Afghanistan and Afghans. He is worried for the future of US occupation. In his threatening mood, Karzai goes to the extent of warning, "we are bloody determined." "Bloody determined" to do what? Even a casual observer of the US bloody adventures can understand that Karzai himself is unable to materialize this open declaration of war.

This also shows that the United States has milked general Musharraf to the maximum possible extent. Now is the time to settle scores with Pakistan as well. Just as Pakistan was used spell blood of Afghans. Once more, Karzai and his "Mujahedin" are ready and threatening to shed their blood in the cause of the United States internally against the Northern Alliance and externally against Pakistan: both of whom stood with the US against the Taliban. Both Iran and Pakistan are already standing against each other. So all the three Muslim states in the region have been gradually locked in a position where they would be willingly slit each others throats.

Reeling of both Pakistan and Afghanistan under the thumbs of pro-US puppets ensures that no bold initiative can unlock the region from the United States' murderous lock. It is absolutely impossible to expect Karzai to ask occupation forces to leave Afghanistan within months. Iranian and Pakistani leadership cannot promise that they will accept any outcome which is acceptable to Afghanis. This brings us to the conclusion that innocent masses in the region have no option but to brace for a murderous cycle to unfold in the case of US attack on Iran.

Abid Ullah Jan's latest book, The Musharraf Factor was released in December 2005. His book, Afghanistan: The Genesis of the Final Crusade will be released shortly.

---

[1] "Karzai warns his neighbours," Associated Press, Feb. 18, 2006. http: www.foxnews.com story 0,2933,185325,00.html and http://www.thestar.com NASApp cs ContentServer?pagename thestar Layout Article_Type1&c Article&cid=1140304233620&call_pageid=970599119419

[2] Gary C. Schroen, "First In Afghanistan: An insider's account of how the CIA spearheaded the war in Afghanistan," Presidio Press, N.Y. 2005. Randon House, page 273-74.

[3] Ibid. Gary C. Schroen. Page. 275.

[4] Ibid. Gary C. Schroen. Page. 277.

[5] Ibid., Gary C. Schroen. Page 87.

[6] Ibid., Gary C. Schroen. Page 96.

[7] Ibid., Gary C. Schroen. Page 88.

[8] Michael Mann, "Incoherent Empire," Verso, 2003, page 128. Also see Woodward's book, Bush at War.

[9] See: Jeremy Lott, "National Review's editor suggests nuking Mecca. We're not kidding."
http: www.prospect.org webfeatures 2002/03/lott-j-03-11.html and http: www.truthandgrace.com muslimnu

مبتدی تربیت گاہ

بمقام: مرکزی دفتر تنظیم اسلامی گڑھی شاہو لاہور

12 مارچ بروز اتوار نماز عصر سے **18** مارچ بروز ہفتہ نماز ظہر منعقد ہو رہی ہے (ان شاءاللہ)

زیادہ سے زیادہ مبتدی رفقاء شمولیت اختیار کریں۔

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت' تنظیم اسلامی

فلک سیر (ٹورسٹ) ریزورٹ ساگر ریسٹورنٹ ملم جبہ' سوات

9,600 فٹ بلندی پر واقع وادی سوات کے نہایت دلفریب اور
پرفضا مقام **ملم جبہ** میں قیام وطعام کی بہترین سہولتوں سے آراستہ

جدید تعمیر شدہ شاندار ہوٹل

مینگورہ سے چالیس کلومیٹر کے فاصلے پر اور سیاحت کارپوریشن پاکستان کی چیئر لفٹ سے چار کلومیٹر پہلے کھلے اور روشن کمرے' نئے قالین' عمدہ فرنیچر' صاف ستھرے ملحقہ غسل خانے' اچھے انتظامات اور اسلامی ماحول

رب کائنات کی خلاقی و صناعی کے پاکیزہ و دلفریب مظاہر سے
قلب و روح کو شاد کام کرنے کا بہترین موقع

تحریکی بھائیوں کے لئے خصوصی رعایت

فلک سیر کارپوریشن' جی ٹی روڈ' امانت کوٹ' مینگورہ سوات

فون دفتر: 0946-725056' ہوٹل: 0946-835295' فیکس: 0946-720031

Vol: 15 Regd. No. LRL -50 No. 9

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

View Point

Abid Ullah Jan
(e-mail: abidjan@tanzeem.org)

Karzai: Voicing his masters' threat

Karzai has actually said what he was told to say. His masters are stuck in Afghanistan and Iraq. In utter desperation they destroyed Shia's most reverend and historic place of worship in Iraq. The objective is to escalate the ethnic violence in Iraq to an extent that the occupied people totally forget about the occupiers and remain pitted against each other.

The man who rode to Kabul on the back of the CIA; the man who is ruling Kabul under the protection of US force and the man who sold his country and people to his masters in Washington long ago is threatening his neighbors: He said: "We are bloody determined. It is not going to be Pakistan playing the Pashtun/non-Pashtun game in Afghanistan. It is not going to be Iran playing this or that game or any other country."[1]

Forgetting about his true self, his role for the United States against his own people, he also included the United States in the list: "The United States, Pakistan, Iran and everybody should know that this time Afghans will not become refugees. I would be one of those Afghans who would not become a refugee again."

Gary C. Schroen, a CIA Officer, describes the fairy tale of Karzai's beginning to work for the United States in these words:

"Karzai had been the first Pashtun leader to volunteer to cooperate with the U.S. government in helping create an armed resistance to the Taliban among the Pashtun tribes in the south. He met with U.S. officials, including CIA officers, at the U.S. embassy in Islamabad a few days following the 9/11 attacks."[2]

Only a fool would believe that Karzai had no previous connection with the CIA and he just walked into the U.S. embassy and offered his services. We have heard from many desperate, jobless individuals who offered themselves for working as low-level informants for the CIA soon after 9/11. However, offering himself to be the future president without prior connection with the hands that rule the world hardly makes any sense.

According to Schroen, "during those first meetings in Islamabad, Karzai insisted on moving back into Afghanistan immediately." Why didn't he do so before 9/11? He knew the war is coming. He knew the United States has planned the war of aggression on the Taliban long before 9/11. He knew he can reap reward for joining the butchery of his people.

The CIA put a team, called ECHO, in place to bring Karzai to Afghanistan. Schroen writes that Craig was assigned to lead ECHO, which "was to work with Karzai, helping him prepare a base of support for his return, and arranging airdrops of weapons."

Interestingly, everyone who sold his conscience and his people and decided to fight in the cause of the United States immediately became Mujahed. Describing an occasion of meeting with Karzai, Schroen quotes Craig as saying, "Why don't you take our Mujahedin over and have them load up our share of things, then join me with Karzai."[3] At another place, Schroen writes: "Three of Karzai Mujahedin had been seated on the war, relaxing, waiting to watch the fireworks as the Taliban positions across the alley were systematically destroyed."[4]

This is how the chief Mujahed, Hamid Karzai, rode on the shoulders of the CIA to Kabul. Now he is threatening Pakistan and Iran of "the consequences." He is, in fact, echoing his masters' voice. Karzai's assertions are at best laughable. He says: "We know (interference) is going on. We know that money is being brought into Afghanistan. It will not have the impact that they want it to have — not for Afghanistan and not for themselves — so they had better stop."

What kind of interference could be more serious than the United States occupying Afghanistan? Who could pour in more money than the United States? Pakistan and Iran cannot even imagine investing even a fraction of the amount which the United States poured into Afghanistan to consolidate its occupation. The CIA officer Gary Schroen's account of how he personally used to hand over millions of dollars to Afghan "leaders" in his book is really stunning.

Schroen has given exact names and the amount of dollars he alone had handed to the greedy puppets soon after 9/11. Schroen recounts meeting with Aref Sarwari, head of Masood's intelligence service, in which $500,000 was passed to him just as a token.[5]

Within 24 hours of paying Engineer Aref, Schroen was ready to pay one million dollars to General Fahim. Schroen writes: "Although I had passed Aref $500,000 the night before, I wanted to pass a second, large cash payment to General Fahim...Rick and I went back to the black suitcase and got $1million wrapped and ready."[6] The extent of bribing before the bombing began on October 07, 2001 is evident from the fact that, according to Schroen: "In the forty days I was in the Panjshir Valley, I spent $5 million."[7]

This is the story of showering dollars after 9/11 in buying support of the opportunists in one little area of Afghanistan, not to speak of the sums spent in the rest of the country and particularly the money spent on buying the Taliban commanders. Karzai poses as if he himself has not been bought and sold over the years. Imagine Karzai's share from the fact that CIA agents spread out among the Afghan warlords with suitcases stuffed full of dollars, amounting in all to $45 million.[8] A major warlord might get $1 million, a minor one $50,000. It is hypocritical on his part to blame Pakistan and Iran for buying Afghans to destabilize and divide Afghanistan. The resistance to his "rule" is not due to financial assistance from Iran or Pakistan, it is due to the pain that his masters have inflicted on occupied nations. One must watch or read interview by Aljazeera Journalists to Democracy now to understand how a person would feel when, for example, he sees his four children torn to pieces by the occupied forces. Will he wait for dollars from outside to inspire him to resist occupation?

Karzai has actually not forgotten his own self. He knows his worth. He would never dare openly challenge two neighboring countries, knowing that his forces cannot even defend Kabul from his own people. He knows, he cannot even survive a single day without the protection of his maters. Karzai has actually said what he was told to say. His masters are stuck in Afghanistan and